﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد15

جمعۃ المبارک 08 رفروری 2008ء
یکم صفر 1429 ہجری قمری ❁ 08 رتبلیغ 1387 ہجری شمسی

شمارہ 06

ایمان اور استقامت

حضرت سفیانؓ بیان کرتے ہیں کہ اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ مجھے اسلام کی کوئی ایسی بات بتایئے کہ اس کے بعد کسی اور سے پوچھنے کی ضرورت نہ رہے۔یعنی میری پوری تسلی ہو جائے۔حضور ﷺ نے جواب دیا تم یہ کہو کہ میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا پھر اس بات پر پکے ہو جاؤ اور استقلال کے ساتھ قائم رہو۔

(مسلم کتاب الایمان باب جامع اوصاف الاسلام ۔حدیقۃ الصالحین۔صفحہ 789)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

عیسائی قرآن شریف پر بہت ہی ناراض ہیں اور ناراض ہونے کی وجہ یہی ہے کہ قرآن شریف نے تمام پروبال عیسائی مذہب کے توڑ دیئے ہیں۔ایک انسان کا خدا بننا باطل کر کے دکھلا دیا، صلیبی عقیدہ کو پاش پاش کر دیا اور انجیل کی وہ تعلیم جس پر عیسائیوں کو ناز تھا نہایت درجہ ناقص اور نکمّا ہونا اس کا بپایہ ثبوت پہنچا دیا۔

’’اب یہ بھی یاد رہے کہ پادریوں کی مذہبی کتابوں کا ذخیرہ ایک ایسا ردّی ذخیرہ ہے جو نہایت قابلِ شرم ہے۔وہ لوگ صرف اپنی ہی اٹکل سے بعض کتابوں کو آسمانی ٹھیراتے ہیں اور بعض کو جعلی قرار دیتے ہیں۔چنانچہ ان کے نزدیک یہ چار انجیلیں اصلی ہیں اور باقی جو چھپّن کے قریب ہیں جعلی ہیں۔مگر محض گمان اور شک کے رُو سے نہ کسی مستحکم دلیل پر اس خیال کی بناء ہے کیونکہ مروّجہ انجیلوں اور دوسری انجیلوں میں بہت تناقض ہے اسلئے اپنے گھر میں ہی یہ فیصلہ کرلیا ہے اور محققین کی یہی رائے ہے کہ کچھ نہیں کہہ سکتے کہ یہ انجیلیں جعلی ہیں یا وہ جعلی ہیں۔اسی لئے شاہ ایڈورڈ قیصر کے تخت نشینی کی تقریب پر لنڈن کے پادریوں نے وہ تمام کتابیں جن کو یہ لوگ جعلی تصور کرتے ہیں ان چار انجیلوں کے ساتھ ایک ہی جلد میں مجلّد کر کے مبارکبادی کے طور پر بطور نذر پیش کی تھیں۔اور اس مجموعہ کی ایک جلد ہمارے پاس بھی ہے۔پس غور کا مقام ہے کہ اگر درحقیقت وہ کتابیں گندی اور جعلی اور ناپاک ہوتیں تو پھر پاک اور ناپاک دونوں کو ایک جلد میں مجلد کرنا کس قدر گناہ کی بات تھی۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ دلی اطمینان سے نہ کسی کتاب کو جعلی کہہ سکتے ہیں نہ اصلی ٹھیرا سکتے ہیں۔اپنی اپنی رائے ہیں۔اور سخت تعصّب کی وجہ سے وہ انجیلیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اُن کو یہ لوگ جعلی قرار دیتے ہیں۔چنانچہ برنباس کی انجیل جس میں نبیٔ آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت پیشگوئی ہے وہ اسی وجہ سے جعلی قرار دی گئی ہے کہ اُس میں کھلے کھلے طور پر آنحضرت ؐ کی پیشگوئی موجود ہے۔چنانچہ سیل صاحب نے اپنی تفسیر میں اس قصّہ کو بھی لکھا ہے کہ ایک عیسائی راہب اسی انجیل کو دیکھ کر مسلمان ہو گیا تھا۔

غرض یہ بات خوب یاد رکھنی چاہئے کہ یہ لوگ جس کتاب کی نسبت کہتے ہیں کہ یہ جعلی ہے یا جھوٹا قصہ ہے، ایسی باتیں صرف دو خیال سے ہوتی ہیں (1) ایک یہ کہ وہ قصّہ یا وہ کتاب اناجیل مروّجہ کے مخالف ہوتی ہے (2) دوسرے یہ کہ وہ قصّہ یا وہ کتاب قرآن شریف سے کسی قدر مطابق ہوتی ہے اور بعض شریر اور سیاہ دل انسان ایسی کوشش کرتے ہیں کہ اوّل (☆) اصول مسلّمہ کے طور پر یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ یہ جعلی کتابیں ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ قرآن شریف میں ان کا قصہ درج ہے۔اور اس طرح پر نادان لوگوں کو دھوکہ میں ڈالتے ہیں۔اصل بات یہ ہے کہ اس زمانہ کے نوشتوں کا جعلی یا اصلی ثابت کرنا بجز خدا کی وحی کے اور کسی کا کام نہ تھا۔پس خدا کی وحی کا جس کسی قصّہ سے توارد ہوا وہ سچا ہے گو بعض نادان انسان اس کو جھوٹا قصہ قرار دیتے ہیں۔اور جس واقعہ کی خدا کی وحی نے تکذیب کی وہ جھوٹا ہے اگرچہ بعض انسان اس کو سچا قرار دیتے ہوں۔

اور قرآن شریف کی نسبت یہ گمان کرنا کہ ان مشہور قصّوں یا افسانوں یا کتبوں یا اناجیل سے بنایا گیا ہے نہایت قابلِ شرم جہالت ہے۔کیا یہ ممکن نہیں کہ خدا کی کتاب کا کسی گزشتہ مضمون سے توارد ہو جائے۔چنانچہ ہندوؤں کے وید جو اس زمانہ میں مخفی تھے اُن کی کئی سچائیاں قرآن شریف میں پائی جاتی ہیں۔پس کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وید بھی پڑھا تھا۔اناجیل کا ذخیرہ جو چھاپہ خانہ کے ذریعہ سے اب ملا ہے عرب میں کوئی ان کو جانتا بھی نہ تھا اور عرب کے لوگ محض امّی تھے۔اور اگر اس ملک میں شاذونادر کے طور پر کوئی عیسائی بھی تھا وہ بھی اپنے مذہب کی کوئی وسیع واقفیت نہیں رکھتا تھا۔ (☆☆) تو پھر یہ الزام کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سرقہ کے طور پر ان کتابوں سے وہ مضمون لئے تھے ایک لعنتی خیال ہے۔آنحضرت ؐ محض اُمّی تھے۔آپ عربی بھی نہیں پڑھ سکتے تھے چہ جائیکہ یونانی یا عبرانی۔ یہ بارِ ثبوت ہمارے مخالفوں کے ذمے ہے کہ اس زمانہ کی کوئی پُرانی کتاب پیش کریں جس سے مطالب اخذ کئے گئے۔اگر فرض محال کے طور پر قرآن شریف میں سرقہ کے ذریعہ سے کوئی مضمون ہوتا تو عرب کے عیسائی لوگ جو اسلام کے سخت دشمن تھے فی الفور شور مچاتے کہ ہم سے سُن کر ایسا مضمون لکھا ہے۔

یاد رہے کہ دنیا میں صرف قرآن شریف (☆☆☆) ہی ایک ایسی کتاب ہے جس کی طرف سے معجزہ ہونے کا دعویٰ پیش ہوا۔اور بڑے زور سے یہ دعویٰ کیا گیا کہ اس کی خبریں اور اس کے قصّے سب غیب گوئی ہے اور آئندہ کی خبریں بھی قیامت تک اس میں درج ہیں۔اور وہ اپنی فصاحت و بلاغت کے رُو سے بھی معجزہ ہے۔پس عیسائیوں کے لیے اس وقت یہ بات نہایت سہل تھی کہ وہ بعض قصّے نکال کر پیش کرتے کہ اِن کتابوں سے قرآن شریف نے چوری کی ہے۔اس صورت میں اسلام کا تمام کاروبار سرد ہو جاتا۔مگر اب تو بعد از مرگ واویلا ہے۔عقل ہرگز ہرگز قبول نہیں کرسکتی کہ اگر عرب کے عیسائیوں کے پاس درحقیقت ایسی کتابیں موجود تھیں جن کی نسبت گمان ہو سکتا تھا کہ اِن کتابوں سے قرآن شریف نے قصّے لئے ہیں خواہ وہ کتابیں اصلی تھیں یا فرضی تھیں تو عیسائی اس پردہ دری سے چپ رہتے۔پس بلاشبہ قرآن شریف کا سارا مضمون وحی الٰہی سے ہے۔اور وہ وحی ایسا عظیم الشان معجزہ تھا کہ اس کی نظیر کوئی شخص پیش نہ کرسکا۔اور سوچنے کا مقام ہے کہ جو شخص دوسری کتابوں کا چور ہو اور خود مضمون بناوے۔اور جانتا ہو کہ فلاں فلاں کتاب سے میں نے یہ مضمون لیا ہے اور غیب کی باتیں نہیں ہیں اس کو کب جرأت اور حوصلہ ہو سکتا ہے کہ تمام جہان کو مقابلہ کیلئے بلاوے اور پھر کوئی بھی مقابلہ نہ کرے اور کوئی اس کی پردہ دری پر قادر نہ ہو۔اصل بات یہ ہے کہ عیسائی قرآن شریف پر بہت ہی ناراض ہیں اور ناراض ہونے کی وجہ یہی ہے کہ قرآن شریف نے تمام پروبال عیسائی مذہب کے توڑ دیئے ہیں۔ایک انسان کا خدا بننا باطل کر کے دکھلا دیا۔صلیبی عقیدہ کو پاش پاش کر دیا۔اور انجیل کی وہ تعلیم جس پر عیسائیوں کو ناز تھا نہایت درجہ ناقص اور نکمّا ہونا اس کا بپایۂ ثبوت پہنچا دیا۔تو پھر عیسائیوں کا جوش ضرور نفسانیت کی وجہ سے ہونا چاہئے تھا۔‘‘

حاشیہ: (☆): ’’عیسائی مذہب میں دین کی حمایت کیلئے ہر ایک قسم کا افتراء کرنا اور جھوٹ جائز بلکہ موجب ثواب ہے۔دیکھو پولوس کا قول۔منہ‘‘

(☆☆): ’’پادری فنڈل صاحب نے اپنی کتاب میزان الحق میں اس بات کو قبول کرلیا ہے کہ عرب کے عیسائی بھی وحشیوں کی طرح تھے اور بے خبر تھے۔منہ‘‘

(☆☆☆): ’’قرآن شریف نے تو اپنی نسبت معجزہ اور بے مثل ہونے کا دعویٰ کر کے اپنی بریّت اس طرح ثابت کردی کہ بلند آواز سے کہہ دیا کہ اگر کوئی اس کو انسانی کلام سمجھتا ہے تو وہ جواب دے لیکن تمام مخالف خاموش رہے۔مگر انجیل کو تو اسی زمانہ میں یہودیوں نے مسروقہ قرار دیا تھا۔اور نہ انجیل نے دعویٰ کیا کہ انسان ایسی انجیل بنانے پر قادر نہیں۔پس مسروقہ ہونے کے شکوک انجیل پر عائد ہو سکتے ہیں نہ قرآن شریف پر کیونکہ قرآن کا تو دعویٰ ہے کہ انسان ایسا قرآن بنانے پر قادر نہیں۔اور تمام مخالفین نے چُپ رہ کر اس دعویٰ کا سچا ہونا ثابت کر دیا۔منہ‘‘

(چشمۂ مسیحی ۔روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 340 تا 344۔مطبوعہ لندن)

خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی 2008ء کے لئے

دعاؤں اور عبادات کا روحانی پروگرام

1۔ ہر ماہ ایک نفلی روزہ رکھا جائے۔ جس کے لئے ہر قصبہ، شہر یا محلّہ میں مہینہ کے آخری ہفتہ میں کوئی ایک دن مقامی طور پر مقرر کر لیا جائے۔

2۔ دو نفل روزانہ ادا کئے جائیں جو نماز عشاء کے بعد سے لے کر فجر سے پہلے تک یا نماز ظہر کے بعد ادا کئے جائیں۔

3۔ سورۃ فاتحہ روزانہ کم از کم سات مرتبہ پڑھیں۔

4۔ رَبَّنَـا اَفْرِغْ عَلَيْنَـا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَـا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ (البقرۃ 251)

(ترجمہ): اے ہمارے رب! ہم پر صبر نازل کر اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور کافر قوم کے خلاف ہماری مدد کر۔

(روزانہ کم از کم 11 مرتبہ پڑھیں)

5۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً۔ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔ (آل عمران :9)

(ترجمہ) : اے ہمارے ربّ! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تُو ہمیں ہدایت دے چکا ہو۔ اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔

(روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

6۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ۔

(ترجمہ): اے اللہ! ہم تجھے سپر بنا کر دشمن کے سینوں کے مقابل پر رکھتے ہیں اور ہم ان کے تمام شرّ اور مضرّات سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔ (روزانہ کم از کم 11 مرتبہ پڑھیں)

7۔ اَسْتَغْفِرُاللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ۔

(ترجمہ): مَیں بخشش طلب کرتا ہوں اللہ سے جو میرا ربّ ہے ہر گناہ سے اور مَیں جھکتا ہوں اسی کی طرف۔

(روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

8۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ۔

(ترجمہ): اللہ تعالیٰ پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ پاک ہے، اور بہت عظمت والا ہے اے اللہ رحمتیں بھیج محمد ﷺ پر اور آپ کی آل پر۔ (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

9۔ درود شریف روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں۔

نظام وصیت میں شمولیت کی خصوصی تحریک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ برطانیہ 2004ء کے موقع پر اپنے اختتامی خطاب میں وصیت کے آسمانی نظام میں شامل ہونے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا: ’’میری یہ خواہش ہے اور مَیں یہ تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ اس آسمانی نظام میں اپنی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے، اپنی نسلوں کی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے شامل ہوں، آگے آئیں اور اس ایک سال میں کم از کم پندرہ ہزار نئی وصایا ہو جائیں تا کہ کم از کم پچاس ہزار وصایا تو ایسی ہوں جو ہم کہہ سکیں کہ سو سال میں ہوئیں......میری یہ خواہش ہے کہ 2008ء میں جو خلافت کو قائم ہوئے انشاء اللہ تعالیٰ سو سال ہو جائیں گے تو دنیا کے ہر ملک میں، ہر جماعت میں جو کمانے والے افراد ہیں جو چندہ دہندہ ہیں ان میں سے کم از کم پچاس فیصد تو ایسے ہوں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس عظیم الشان نظام میں شامل ہو چکے ہوں اور روحانیت کو بڑھانے کے اور قربانیوں کے یہ اعلیٰ معیار قائم کرنے والے بن چکے ہوں۔ اور یہ بھی جماعت کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے حضور ایک حقیر سا نذرانہ ہو گا جو جماعت خلافت کے سو سال پورے ہونے پر شکرانے کے طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر رہی ہو گی‘‘۔

جماعت احمدیہ کینیڈا کی تبلیغی مساعی کا مختصر ذکر

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام ہے کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ اس الہام کی تائید اور نصرت میں اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کینیڈا کو یہ توفیق دے رہا ہے کہ زمین کے کنارے میں بسنے والے کینیڈین کو اسلام اور احمدیت کا پیغام پہنچا رہی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے نیک اور سعید روحیں اسلام اور احمدیت کی طرف کشاں کشاں آ رہی ہیں۔ اس پہلو سے جماعت احمدیہ کینیڈا کی جنوری 2008ء میں تبلیغی مساعی کا مختصر ذکر درج ذیل ہے۔

صوبہ کیوبک میں ایک تبلیغی نشست

مورخہ 14 جنوری 2008ء کو صوبہ کیوبیک کے ایک چھوٹے شہر HULL کی مقامی یونیورسٹی میں ایک تبلیغی نشست منعقد ہوئی۔ مکرم عبدالحمید عبدالرحمٰن صاحب نے اسلام احمدیت کی نمائندگی کی اور 45 منٹ تک حاضرین سے فرانسیسی زبان میں اسلام کی حسین تعلیمات کا تعارف کروایا۔ پروگرام کے آخر میں مجلس سوال و جواب کا انعقاد بھی ہوا۔ اس محفل میں 50 غیر از جماعت مہمان اور آٹھ احباب جماعت سے 30 افراد جماعت شریک ہوئے۔ پروگرام کے آخر میں مہمانوں، طلباء اور یونیورسٹی کے عملہ نے بہت ہی اچھے تاثرات کا اظہار کیا۔ ایک طالب علم نے کہا: ’’آپ کی جماعت صحیح معنوں میں خدا تعالیٰ کی مخلص اور عاجز خدمت گزار ہے۔‘‘

کیلگری میں بین المذاہب جلسے

جنوری 2008ء میں صوبہ البرٹا میں ہونے والی تبلیغی سرگرمیوں میں سے دو بین المذاہب جلسے منعقد ہوئے۔ اس سلسلے کا پہلا پروگرام مورخہ 15 جنوری 2008ء کو Strathmore کے قصبہ میں منعقد ہوا۔ اس پروگرام کا موضوع تھا ’’معاشرے میں مذہب کا کردار‘‘۔ قصبہ کے میئر نے جلسہ کی صدارت کی۔ جب کہ مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب نائب امیر اول و مشنری انچارج جماعت احمدیہ کینیڈا نے جماعت کی نمائندگی کی۔ نیز سکھ، عیسائی اور یہودی مذہب کے نمائندوں نے بھی اس موضوع پر اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ 27 مہمانوں اور 65 افراد جماعت احمدیہ نے پروگرام میں شرکت کی۔

16 جنوری 2008ء کو Chestermere کے قصبے میں ’’کیا مذہب رحمت ہے یا سزا؟‘‘ کے موضوع پر جلسہ منعقد ہوا۔ 29 مہمانوں سمیت کل حاضری 127 رہی۔ شہر کی میئر نے اجلاس کی صدارت کی۔ یہاں بھی جماعت کی نمائندگی مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب نائب امیر اول و مشنری انچارج جماعت احمدیہ کینیڈا نے کی۔

کیلگری میں تبلیغی پروگرام

مورخہ 17 جنوری کو Airdrie کے قصبہ میں انٹرفیتھ سمپوزیم منعقد ہوا۔ جس کا موضوع تھا ’’میرا مذہب اور آزادیٔ ضمیر‘‘۔ اس پروگرام میں جماعت کی نمائندگی مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب نے کی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے 200 کے قریب مہمان شریک ہوئے یہ پروگرام بہت کامیاب رہا۔ کافی وسیع پیمانے پر اس پروگرام کی تشہیر کی گئی اور کافی لوگوں نے رابطہ کیا۔ ایک مقامی اخبار نے پروگرام سے پہلے مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب نائب امیر اول و مشنری انچارج جماعت احمدیہ کینیڈا کا انٹرویو بھی شائع کیا۔ جب کہ ٹی وی کی خبروں میں بھی اس پروگرام کے بارہ میں بتایا جاتا رہا۔ پروگرام کے آخر میں سوال و جواب کی دلچسپ محفل بھی منعقد ہوئی۔ اس جلسہ کو دو مقامی اخبارات، ایک ٹی وی اور ایک ویب سائٹ نے جگہ دی۔

19 جنوری کو کیلگری شہر میں جلسہ سیرت النبی ﷺ کا انعقاد کیا گیا۔ اس جلسہ میں مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب نائب امیر اول و مشنری انچارج جماعت احمدیہ کینیڈا نے آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ پر حاضرین سے خطاب کیا۔ سخت سردی کے باوجود 113 مہمانوں اور 390 احباب جماعت نے پروگرام میں شرکت کی۔ اس پروگرام میں اردو جاننے والے مسلمانوں کو زیادہ تعداد میں دعوت دی گئی تھی۔ ہال میں خوبصورتی سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے آقا ﷺ کے بارہ میں کلمات آویزاں تھے۔ جب کہ سٹال پر جماعت کا لٹریچر بھی سجایا گیا تھا۔ حاضرین نے جماعت کی کتابوں میں بھی دلچسپی لی اور بعض کتابیں خریدیں۔

احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ ہمیں وسیع پیمانے پر تبلیغ اسلام کی توفیق بخشے اور سعید روحوں تک احسن رنگ میں اسلام کا پیغام پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اسلام کے حقیقی اور پُرامن پیغام نیز حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی عظیم تعلیمات حکمت کے ساتھ بنی نوع انسان کو متعارف کروانے کی توفیق ملے۔ آمین۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام کی کتب

صد سالہ جوبلی منصوبہ کے تحت کم از کم پچاس فیصد گھرانوں تک حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام کی کتب پہنچانا بھی شامل ہے۔ امراء کرام و مبلغین انچارج اور صدر صاحبان کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اس سلسلہ میں جائزہ لے کر ٹارگٹ کو جلد از جلد حاصل کرنے کی سعی فرمائیں اور اپنی مساعی سے وکالت اشاعت لندن کو بھی مطلع فرمائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(ایڈیشنل وکیل الاشاعت۔لندن)

احمدیت کا بطلِ عظیم

حضرت میر محمد اسحاق صاحب رضی اللہ عنہ

(مرتبہ: ڈاکٹر شمیم احمد۔ لندن)

دوسری اور آخری قسط

بحیثیت ہیڈ ماسٹر اور تعلیمی خدمات

حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ کو جماعت کی علمی ترقی کا بھی بے حد خیال رہتا تھا اور اس میدان میں بھی آپ کی خدمات سنہرے حروف میں لکھے جانے کے قابل ہیں۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب لکھتے ہیں ''ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ ہونے کی حیثیت میں بھی حضرت میر محمد اسحاق صاحب کا کام بڑا نمایاں اور شاندار تھا۔ وہ مدرسہ احمدیہ کے بچوں کو اپنے بچوں کی طرح سمجھتے، ان سے محبت کرتے، ان کی دلداری کرتے، ان کی خدمت کرتے اور غریب بچوں کی مالی امداد کا انتظام بھی کرتے۔ اور اگر کہیں سفر پر جاتے تو بعض بچوں کو تربیت کی خاطر اپنے ساتھ لے جاتے تھے اور اپنے عزیزوں کی طرح ان کا خیال رکھتے۔ ان کے زمانہ کی یہ ایک خصوصیت تھی کہ چونکہ حضرت میر صاحب خود تقریر کے فن میں کمال رکھتے تھے اس لئے ان کی تربیت میں کئی بچے بہت عمدہ مقرر اور عمدہ مناظر بن گئے اور نوجوان طلباء کی ہمتیں اتنی بلند ہو گئیں کہ کہنہ مشق مولویوں اور پادریوں اور پنڈتوں کے ساتھ ٹکر لینے کے لئے تیار ہو جاتے تھے۔''

حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت میر صاحبؓ اپنی فطانت و ذہانت اور قادر الکلامی میں تفوق کے باعث سب طلبہ کے لئے مرجع ہوتے تھے۔ مشکل اور پیچیدہ مسائل کے حل کرنے میں آپ کو خاص قدرت حاصل تھی۔ شاگردوں میں سے ذہین اور ترقی کرنے والے طالب علم پر آپ کی نظرِ شفقت بھی بہت زیادہ ہوتی تھی۔ آپ وقت کی پابندی میں بھی نمایاں طور پر ممتاز تھے اور پڑھاتے وقت پورے انہماک سے پڑھاتے تھے۔ ایک عجیب وصف اور نادر خوبی آپ میں یہ تھی کہ آپ کو لَا اَدْرِیْ کہنے میں کبھی تامل نہ ہوتا تھا۔ اعلیٰ کلاسوں کے اسباق کے اوقات میں ایک سے زیادہ مرتبہ ایسا ہوا کہ کوئی مغلق عبارت آپ کو مبہم نظر آئی، آپ نے اس کے لئے طالب علم کو کتاب دے کر کسی دوسرے استاد کے پاس حل دریافت کرنے کے لئے بھیج دیا۔ ایسا بھی ہوا ہے کہ آپ سے کوئی مسئلہ پوچھا گیا اور وہ آپ کو مستحضر نہ تھا۔ آپ نے فی الفور فرمایا کہ مجھے اس وقت اس کا جواب نہیں آتا کل یا فلاں وقت جواب دوں گا۔ یہ خوبی اس زمانہ میں کبریتِ احمر کا حکم رکھتی ہے مگر حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ میں یہ خوبی بہت نمایاں تھی اور وہ وَمَآاَنَا مِنَ الْمُتَکَلِّفِیْن کے مصداق تھے۔ طلبِ علم میں انہیں کبھی عار نہ تھی۔ آخری عمر تک علمی ترقی میں طالبعلمانہ شغف سے مشغول رہے''۔

تعلیم و تربیت کے متعلق مولوی محمد حفیظ بقاپوری صاحب ایڈیٹر بدر فرماتے ہیں:

''آپؓ ایک جیّد عالم ہونے کے ساتھ ایک اعلیٰ درجہ کے منتظم بھی تھے۔ آپ کو ڈسپلن کا بڑا خیال رہتا تھا۔ اس جہت سے سکول میں طلبہ کی خاص نگرانی فرماتے۔ لڑکوں کی تعلیم اور ورزش کے اوقات سے کماحقہٗ فائدہ اٹھانے کی تلقین فرماتے۔ یہ عاجز بورڈنگ مدرسہ احمدیہ میں مقیم چھوٹی عمر کے لڑکوں کا ٹیوٹر تھا جن کا نسبتاً زیادہ خیال رکھتے۔ بسا اوقات اس عاجز کو اپنے پاس بلا کر بچوں کی تعلیم و تربیت کے سلسلہ میں خاص ہدایات سے نوازتے اور بہتر طور پر تربیت کے متعدد طریقوں کی رہنمائی فرماتے۔ اس بات کی ہمیشہ تاکید فرماتے کہ بچے کسی وقت بھی فارغ نہ رہیں اور بورڈنگ میں ہر وقت ٹیوٹر کی براہِ راست نگرانی میں سب کام کریں۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے رمضان شریف کے دن تھے، لڑکے شام کے کھانے سے فارغ ہو چکے تھے، ابھی عشاء کی اذان نہیں ہوئی تھی۔ تھوڑا فراغت کا وقت پا کر لڑکے کھیلنے کودنے لگے اور کچھ شور بھی ہوا۔ فوراً اس عاجز کو مہمانخانہ میں طلب فرمایا۔ میرے حاضر ہونے پر حکم دیا کہ کھانا کھا لینے کے بعد عشاء کی نماز تک جو فارغ وقت ہوتا ہے اس میں سب بچوں کو ایک کمرہ میں جمع کر کے اخبار الفضل کے آخر میں جو ''ہندوستان اور ممالکِ غیر کی خبریں'' روزانہ شائع ہوتی ہیں وہ بچوں سے پڑھائی جایا کریں۔ چنانچہ اس ہدایت پر دیر تک عمل ہوتا رہا''۔

''مدرسہ احمدیہ کے طلباء کی عام تعلیمی ترقی کے ساتھ آپؓ کو اس بات کا بڑا خیال رہتا تھا کہ اس درسگاہ کے تمام طالبعلم عمدگی سے تقریر کرنا بھی سیکھ جائیں۔ فرمایا کرتے تھے کہ جو قوم سٹیج پر قابض ہو جاتی ہے دنیا میں غلبہ پاتی ہے۔ اُن دنوں ہٹلر اور چرچل کا شہرہ تھا، ان کی مثال دے کر فرماتے دیکھو ہٹلر کی ایک تقریر ساری جرمن قوم میں زندگی کی روح پھونک دیتی ہے اور چرچل کی ہر تقریر پر دنیا کان دھرتی ہے۔ پھر سورۃ الرحمٰن سے خلق الانسان علّمه البیان کا حوالہ دے کر فرماتے تمام حیوانوں میں سے انسان ہی ایسا حیوان ہے جو خود سیکھ کر دوسروں کو سکھا سکتا ہے۔ یہی قوتِ بیان اسے دیگر حیوانوں سے ممتاز کرتی ہے''۔

حضرت میر صاحب مرحوم و مغفور چونکہ خود بھی عالم باعمل بزرگ اور اسلام کی زندہ عملی تصویر تھے اس لئے آپ کو اس بات کا بڑا خیال رہتا تھا کہ مدرسہ احمدیہ کے تمام طلبہ حقیقی معنوں میں عالم باعمل اور خدا تعالیٰ کی مخلوق کے سچے خدمت گزار بنیں۔ اس سلسلہ میں آپؓ نے صحنِ مدرسہ احمدیہ کی جنوبی اونچی دیوار پر نہایت جلی حروف میں اساتذہ و طلبہ مدرسہ احمدیہ کی زبان سے حسبِ ذیل عبارت لکھوادی تھی:

''اے ہمارے قادرِ مطلق سچّے پادشاہ تُو ہمیں عالم باعمل بنا۔ ہمیں دنیا کے سب فکروں سے فارغ البال کر کے اپنے بندوں کی خدمت کے لئے وقف فرما!

ہم ہیں تیرے عاجز بندے

اساتذہ و طلبہ مدرسہ احمدیہ''

گویا یہ تھا وہ نصب العین اور ماٹو جسے عملی رنگ میں سکول کے ہر طالبعلم کے دل و دماغ میں راسخ کرنا چاہتے تھے''۔

مکرم چوہدری محمد شریف صاحب مبلغ سلسلہ نے تحریر فرمایا: ''آپ کی ہمارے ساتھ بے مثال اور بے لوث محبت تھی۔ ہماری علمی اور خصوصاً علمِ کلام میں ترقی کے لئے آپ ہر وقت کوشاں رہتے تھے۔ روزانہ صبح بیس منٹ ہم سے تقریر کروایا کرتے تھے اور ہماری تقریروں کی غلطیاں بڑی حکمتِ عملی اور کبھی کبھی بے تکلفی سے دور فرمایا کرتے تھے۔ مضامین کی تیاری کے لئے کتابوں کے نام نوٹ کرواتے تھے اور ضروری مضامین پر ہمیں روزانہ دلائل املاء کرواتے تھے۔ عیسائی مذہب، بدھ مذہب، بہائی ازم، آریہ مت وغیرہ کے متعلق آپ نے ہمیں روزانہ دو سال تک دلائل لکھوائے۔ کمال آپ کا یہ تھا کہ آپ کے سامنے کوئی کتاب یا نوٹ بک یا کاغذ نہیں ہوا کرتے تھے۔ جو املاء کرواتے تھے حافظہ سے ہی کرواتے تھے اور فرماتے تھے کہ اصل علم وہی ہے جو سینہ میں محفوظ ہو نہ وہ جو کسی نوٹ بک میں لکھا ہوا ہو۔ ہماری تقریروں کو جلا دینے کے لئے آپ نے مہمانخانہ میں ہفتہ واری اجلاس ہر جمعرات کی شام کو رکھے ہوئے تھے جہاں ہم سے باری باری ہر ایک بات کو ایسی وضاحت سے بیان فرماتے تھے کہ حاضرین کے دلوں میں وہ بات نقش ہوتی تھی''۔

''جہاں آپ کی محبت و شفقت کا یہ عالم تھا وہاں آپ کے شاگردوں کا بھی یہ حال تھا کہ انہوں نے بھی کبھی آپ کے سامنے آنکھ اونچی نہیں کی۔ مجھے اب تک آپ کے کسی شاگرد سے آپ کے خلاف کبھی کوئی کلمہ سننے کا اتفاق نہیں ہوا۔ اس لحاظ سے بھی آپ صحیح معنوں میں سیّد یعنی سردار ہیں''۔

شیخ محمد احمد صاحب پانی پتی نے تحریر فرمایا ''سکول میں دیر سے آنے والے اور سبق یاد نہ کرنے والوں کو بالعموم بدنی سزائیں دی جاتی ہیں لیکن حضرت میر صاحبؓ بدنی سزا دینے کے قائل نہ تھے۔ مدرسہ میں دیر سے آنے والے لڑکوں کے لئے آپ نے یہ طریقہ علاج تجویز کیا تھا کہ مدرسہ کے صحن میں ایک دائرہ بنا دیا تھا جس کا نام ''دائرۃ الکسالیٰ'' (سست لڑکوں کا دائرہ) رکھا تھا۔ جو لڑکے دیر میں آتے انہیں کچھ دیر کے لئے اس دائرہ کے گرد کھڑا کر دیا جاتا۔ ظاہر ہے کہ کسی لڑکے کے لئے سارے مدرسہ کے سامنے دائرۃ لکسالیٰ میں کھڑا ہونا کس قدر شرمندگی کا باعث ہوتا ہوگا۔ نتیجہ یہ تھا کہ تمام لڑکے وقتِ مقررہ سے پہلے ہی مدرسہ میں آجاتے تھے۔ جو لڑکے سبق یاد کر کے نہ لاتے تھے ان کے لئے آپ نے یہ طریقہ سزا تجویز کیا تھا کہ ایسے تمام لڑکوں کو مدرسہ میں چھٹی ہونے کے بعد ایک کلاس میں جس کا نام آپ نے ''تنبیہ الغافلین'' تجویز فرمایا تھا حاضر ہونا پڑتا تھا اور جب تک وہ سبق یاد نہ کر لیتے تھے انہیں چھٹی نہ دی جاتی تھی۔ لڑکوں کے لئے مار کھا لینا آسان ہوتا ہے لیکن چھٹی ہونے کے بعد سبق یاد کرنے کے لئے گھنٹہ آدھ گھنٹہ ٹھہرنا ناقابلِ برداشت۔ یہی وجہ تھی کہ ہر لڑکا ''تنبیہ الغافلین'' کلاس میں داخل ہونے سے بچتا تھا اور سبق یاد کر کے لاتا تھا''۔

طلباء کے ساتھ شفقت

شیخ محمد احمد صاحب پانی پتی حضرت میر صاحب کی شفقت کے واقعات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''صرف میرے ہی ساتھ حضرت میر صاحبؓ کا یہ معاملہ نہ تھا بلکہ مدرسہ کے ہر بچہ کے ساتھ آپ اُسی شفقت و عنایت سے پیش آتے تھے۔ آپ کو ڈسپلن کا بے حد خیال رہتا تھا اور آپ نے حکم دے رکھا تھا کہ مدرسہ احمدیہ میں کوئی لڑکا ننگے سر اور کوٹ پہنے بغیر نہ آئے۔ ایک مرتبہ حضرت میر صاحب نے ایک لڑکے کو بغیر کوٹ کے دیکھا۔ آپ نے اُس سے پوچھا کہ تم کوٹ پہنے بغیر کیوں مدرسہ میں آئے؟ اس نے جواب دیا کہ میرے پاس کوٹ نہیں ہے۔ حضرت میر صاحب یہ سن کر خاموش ہو گئے اور تھوڑی دیر کے بعد اسے دفتر میں بلا کر ایک کوٹ مرحمت فرمایا۔ یہ میں نے بطورِ نمونہ ایک مثال بیان کی ہے ورنہ حضرت میر صاحب کی ساری زندگی اس قسم کے واقعات سے بھری پڑی ہے''۔

مولوی عطاء الرحمٰن صاحب بیان فرماتے ہیں ''آپ نے شروع زمانہ ہیڈ ماسٹری میں نظام کے قیام اور تادیب کی خاطر کافی سختی سے کام لیا مگر اس سختی میں بھی باپ کی محبت شامل ہوتی تھی۔ ایک دن ہماری جماعت کو ایک قصور کی وجہ سے سزا دی مگر دوسرے دن صبح ہی حضرت میر صاحبؓ نے مانیٹر کو اور دو تین طالب علموں کو بلوایا اور اپنے پاس سے روپے دے کر منڈی بھجوایا کہ وہاں سے خربوزے خرید کر لائیں۔ آپ نے طلباء میں گذشتہ روز کی سزا کے تناسب سے خربوزے تقسیم کئے اور فرمایا کہ کل کے سزا دینے کا مجھ پر بار تھا مگر شاگرد استاد کے لئے بچوں کی مانند ہوتے ہیں۔ سزا گو اصلاح کے لئے دی جاتی ہے مگر اس کی تکلیف استاد کو ضرور ہوتی ہے اس لئے میں نے سوچا کہ آج تمہیں خوش بھی کر دوں اور اپنے دل کا بوجھ بھی ہلکا کر لوں''۔

سادگی و درویشی

مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ نے اپنے مضمون میں بیان فرمایا کہ ''آپؓ کو اللہ تعالیٰ نے نہایت درجہ ذہانت بخشی تھی۔ لیکن اس کے ساتھ آپ کی طبیعت اور لباس میں سادگی بھی بے حد تھی۔ طبیعت میں کوئی تکلف نہ تھا۔ لباس کا یہ حال تھا کہ بہت دفعہ پیوند لگے ہوئے بھی دیکھے۔ ایسے لباس میں بھی مہمانخانہ میں بیٹھتے تو کوہ وقار معلوم دیتے۔ آپ کی بزرگی اور آپ سے محبت کی وجہ سے اگر کوئی شخص آپ کی خدمت میں کوئی نذرانہ پیش کرتا تو آپ اسے قبول نہ فرماتے۔ آخر عمر تک معمولی گزارہ پر خدمتِ سلسلہ کرتے رہے۔ آپ کے چہرہ سے دنیوی اموال و املاک سے کامل استغناء نظر آتا۔ صدر انجمن احمدیہ نے آپ کی بیش قیمت خدمات کی وجہ سے آپ کے لئے ایک مکان تعمیر کروایا لیکن آپ نے مہمانخانہ میں درویشی کو ہی پسند فرمایا اور اس مکان میں نہ گئے''۔

محمد حفیظ بقاپوری صاحب بیان فرماتے ہیں:

''حضرت میر صاحب کی زندگی بالکل سادہ اور ہر قسم کے تکلفات سے بالکل پاک تھی۔ مکرمی مرزا عبداللطیف صاحب درویش بیان کرتے ہیں کہ متعدد بار ایسا ہوا کہ صبح کے وقت میں اپنی دوکان میں بیٹھا ہوتا۔ حضرت میر صاحب تشریف لاتے اور ایک دو جگہ سے پھٹی ہوئی اپنی قمیص یا شلوار مجھے دیتے اور فرماتے، لطیف! اس کو سی دو۔ چنانچہ میں تعمیل کرتا۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ شلوار اس طرح زیادہ پھٹ چکی تھی کہ اس کو سیدھا سیا جانا ممکن نہ تھا۔ میں نے عرض کیا حضور! پیوند کے بغیر اس کی سلائی

ممکن نہیں۔فرمایا بے شک پیوند لگا دیں، رسول اللہ ﷺ پیوند لگے کپڑے پہن لیا کرتے تھے۔اللہ اللہ یہ سادگی اور یہ محبتِ رسولؐ اور سنتِ نبوی کی اتباع! یاد رہے آپ کی یہ حالت ناداری کی وجہ سے نہ تھی بلکہ اسی سخاوت اور غریب پروری کی وجہ سے تھی جو یؤثرون علیٰ انفسھم و لو کان بھم خصاصۃ کا رنگ رکھتی تھی۔

آپ کی ذات میں نہ صرف اپنے لئے سادگی تھی بلکہ دوسروں کو بھی سادگی کا سبق دیتے تھے لیکن اپنے عملی نمونہ سے، جس کا اثر نہایت دیرپا ہوتا ہے۔شیخ عبدالقادر صاحب مربی سلسلہ نے آپ کا ایک واقعہ بیان فرمایا ہے کہ ”ایک دفعہ لنگر خانہ میں روٹی ختم ہو چکی تھی اور سیالکوٹ کے کسی معزز زمیندار نے کھانا کھانا تھا۔اس نے آپ کے پاس شکایت کی کہ روٹی ختم ہو چکی ہے اور مجھے بھوک لگی ہوئی ہے۔آپؓ اسی وقت اس کے ساتھ لنگر خانہ میں تشریف لے گئے۔کھانے کی میز پر کافی تعداد میں بکھرے ہوئے بچے کھچے ٹکڑے پڑے تھے۔ان کو دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ چوہدری صاحب کھانا تو موجود ہے۔آیئے میں اور آپ دونوں کھائیں۔چنانچہ آپ نے بعض ٹکڑے اکھٹے کر لئے اور پہلے خود کھانا شروع کر دیئے۔سالن تو موجود تھا ہی روٹی کے قائم مقام ٹکڑے جمع ہو گئے۔آپ کو دیکھ کر اس معزز مہمان نے بھی وہ ٹکڑے کھانا شروع کر دیئے۔اللّٰھم صلی علیٰ محمدٍ و علیٰ ال محمدٍ۔

جماعتی تربیت

مکرم محمد حفیظ صاحب بقاپوری لکھتے ہیں:

”آپ کی ہمیشہ یہی خواہش ہوتی کہ ہر شخص جو احمدی کہلاتا ہے وہ صحیح معنوں میں پکّا اور سچّا احمدی بنے۔اپنے مواعظ حسنہ میں احبابِ جماعت کو خطاب فرماتے ہوئے اکثر فرمایا کرتے ”احمدی کے معنے ہیں چھوٹا احمد۔اس لئے ہر احمدی کو چھوٹا احمد بن کر اپنی زندگی گذارنی چاہئے“۔اپنے متعلق فرماتے، میری حالت تو یہ ہے کہ بسا اوقات میں بازار میں جا رہا ہوتا ہوں اور اپنے نفس سے سوال کرتا ہوں کہ کیا میں احمدی ہوں؟ کیا میں احمد ثانی ہوں؟ کیا میرے چلنے پھرنے اور بول چال سے احمد صادق کی تصویر نظر آتی ہے؟ فرماتے اگر ہر احمدی اسی نہج پر اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہے تو ہر چیز جہاں اس کے اپنے نفس کی اصلاح اور درستی کا بہترین ذریعہ ہے وہاں جماعتی لحاظ سے بھی بڑی ہی مفید اور سودمند ہے“۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار شریف پر جا کر دعا کرنے کے سلسلہ میں فرمایا کرتے کہ وہاں جا کر اس طرح دعا کرنی چاہئے کہ ”اے اللہ! تیرا یہ محبوب اور پیارہ بندہ تھا۔جب تک اس دنیا میں رہا وہ تیرے دین کی خدمت و اشاعت کے لئے ہر طرح کوشش کرتا رہا۔اُس کے دل میں کچھ نیک تمنائیں تھیں اور کچھ مقاصد تھے۔اب وہ تیرے پاس پہنچ چکا ہے۔اے خدا! تو ہمیں اس بات کی توفیق دے کہ ہم اُن نیک تمناؤں اور اعلیٰ نیک مقاصد کو پورا کرنے والے ہوں“ آمین۔

مکرم شیخ مبارک احمد صاحب سابق رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت میر صاحب نے انہیں اپنے قلم سے ایک قیمتی نسخہ لکھ کر دیا جس پر انہوں نے خود ساری عمر عمل کیا اور اس سے فائدہ اٹھایا اور اسی مجرب و اکسیر نسخہ کے استعمال کے لئے ہمیشہ اپنے شاگردوں کو تلقین فرمائی۔حضرت میر صاحبؓ نے لکھا ”ما کان العبد فی عون اخیہ کان اللّٰہ فی عونہٖ کو مدِنظر رکھتے ہوئے اگر کوئی شخص ہر وقت لوگوں کی دینی اور دنیوی بھلائیوں میں لگا رہے تو یقیناً اس کے دینی اور دنیوی کام خود بخود ہوتے رہیں گے۔میں نے اس نسخہ کو اچھی طرح تجربہ کر کے دیکھا ہے کہ جب میں مشکلاتِ دینی اور دنیوی میں ہوتا اور میں اپنے اوقات کو مخلوقِ خدا کے فائدہ کے لئے خرچ کرتا تو خود بخود غیب سے ایسے سامان پیدا ہو جاتے کہ بغیر لوگوں سے مدد مانگنے کے مجھے تمام ضروری سامان مل جاتے اور میری مشکلات حل ہو جاتیں اور ایسی ایسی جگہوں سے خدا میرے کام کروا دیتا کہ میرے وہم و گمان میں بھی نہ ہوتا۔اور یہی مفہوم ہے و امّا ما ینفع الناس فیمکث فی الارض کا۔پس جو شخص چاہتا ہے کہ اس کے کام خود بخود ہوتے جائیں وہ لوگوں کی مشکلات کے حل میں لگ جاوے۔اللہ خود بخود اس کا متکفل ہو جائے گا مگر شرط یہ ہے کہ اپنے آپ کو پورے وقت کے لئے مخلوقِ خدا کی بہتری کے لئے وقف کر دے“۔

خود کام کرنے کی عادت

مکرم شیخ محمد احمد صاحب پانی پتی ایک سفر کا واقعہ بیان کرتے ہیں جس میں انہیں حضرت میر صاحب کے ساتھ حاضر ہونے کا شرف حاصل تھا۔فرماتے ہیں ”سفر سے واپسی پر راستہ میں ایک گاؤں پڑتا تھا وہاں کے احمدی احباب نے حضرت میر صاحبؓ سے درخواست کی آپ ہمارے گاؤں میں تقریر فرمائیں۔حضرت میر صاحبؓ نے ان کی درخواست قبول کر لی اور ایک تقریر ارشاد فرمائی جس میں سادگی اور ہاتھ سے کام کرنے پر زور دیا اور فرمایا کہ کسی بھی انسان کو خواہ وہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو اپنے کو دوسروں سے برتر نہ سمجھنا چاہئے بلکہ خادم خیال کرنا چاہیئے۔جلسہ کے بعد وہاں کے احمدی احباب نے کہا کہ ہم نے کھانے کا بھی انتظام کیا ہے لیکن ہمارے پاس اتنے آدمی نہیں کہ دو اڑھائی سو آدمیوں کو کھانا کھلا سکیں۔اگر آپ اپنے میں سے چند آدمیوں کو اس غرض کے لئے مقرر کر دیں تو ہمیں سہولت رہے گی۔جو اساتذہ ہمارے ساتھ تھے انہوں نے چند لڑکوں کو اس غرض کے لئے مقرر کر دیا۔یہ دیکھ کر حضرت میر صاحبؓ اپنی جگہ سے اٹھے اور فرمایا کہ میں نے ابھی کہا تھا کہ کسی شخص کو اپنے ہاتھ سے کام کرنے میں کوئی عار نہ محسوس کرنی چاہیئے لیکن نصیحت اس وقت کارگر ثابت ہو سکتی ہے جب کہنے والا خود بھی اس پر عمل کر کے دکھائے، لہذا اِس وقت طلبہ کو کھانا اساتذہ کھلائیں گے اور میں بھی اس کام میں ان کے ساتھ شریک ہوں گا۔چنانچہ سب طلبہ کو مسجد میں بٹھا دیا گیا۔حضرت میر صاحب روٹیاں تقسیم کرنے لگے اور دیگر اساتذہ نے پلیٹوں میں سالن ڈالنے اور پانی پلانے کا کام سنبھالا“۔

میاں اللہ دتہ صاحب سپاہی پینشنر سیالکوٹ ایک واقعہ بیان کرتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت میر صاحبؓ کو خدمتِ دین کا کس قدر شوق تھا اور معمولی سے معمولی کام کرنا باعثِ ثواب سمجھتے تھے۔وہ بیان کرتے ہیں ”مَیں ملازمت کی حالت میں ایک دفعہ قادیان جلسہ دیکھنے آیا۔رات کے کسی حصہ میں قادیان پہنچا تھا۔مَیں اس وقت ناصر آباد میں اپنی بیوی بچوں کے ساتھ رہتا تھا۔صبح کا وقت تھا کہ میں دودھ لینے کے لئے شہر گیا۔راستہ میں کیا دیکھا کہ احمدیہ سکول کے پاس حضرت میر صاحبؓ مجھے ملے اور میں نے السلام علیکم کہا۔آپ کا گلا بیٹھا ہوا تھا۔آپ نے السلام علیکم کا جواب دیا اور اشارے سے فرمایا میاں اللہ دتہ آؤ میرے ساتھ۔میں ان کے ساتھ سٹور میں گیا۔آپ نے چار پانچ لوٹے اپنے دونوں ہاتھوں میں اٹھا لئے، میں نے بھی لوٹوں کا ایک ٹوکرہ سر پر اٹھا لیا۔جہاں تک میرا خیال ہے آپ افسر جلسہ تھے۔آگے آگے آپ جا رہے تھے پیچھے پیچھے میں جا رہا تھا۔ہم احمدیہ سکول میں پہنچے اور لوٹے وضو کرنے کی جگہ پر رکھ دیئے۔اس طرح لوگوں کے وضو کرنے کی تکلیف دور ہو گئی“۔

خدمت کا یہ کس قدر عجیب واقعہ ہے ایک شخص جو سب کا مخدوم ہے اور جلسہ کا افسر اور جس کے ساتھ کئی لوگ کام کرنے والے مگر خود اپنے ہاتھوں سے کام کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتا۔یہ تو وہی ادائیں ہیں جو حضرت میر صاحبؓ کے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی تھیں، آپ تو اسی رنگ میں رنگین تھے جو آپ کو اپنے محسن و مرّبی حضرت مسیح موعودؑ کی تربیت اور صحبت سے حاصل ہوا۔

وقت کی قدر شناسی

حضرت مولانا ابوالعطاء بیان فرماتے ہیں ”وقت کی قدر شناسی میں آپؓ بہت آگے تھے۔ہر کام میں پابندئ اوقات کے خواہاں تھے۔مجھے یاد ہے کہ جب 1937ء میں مخرجین کے خلاف ایک تقریر کی وجہ سے جو حضرت میر صاحبؓ کی صدارت میں ہوئی تھی، مجھ پر اور حضرت میر صاحبؓ اور چند دیگر بزرگوں پر دفعہ 107 کا مقدمہ ہوا اور ہم سارے اکٹھے بٹالہ جایا کرتے تھے۔ایک دن وہاں پر ہماری مجلس میں یہ گفتگو چل پڑی کہ مسجد اقصیٰ میں پابندئ وقت کے ساتھ نماز کھڑی ہو جانے کے باعث لوگ مسجد مبارک کی نسبت وہاں زیادہ جاتے ہیں۔حضرت میر صاحبؓ پُر زور طور پر اس کی وکالت کر رہے تھے کہ نمازوں کے اوقات مقرر ہونے چاہئیں اور ان کی پوری پابندی کرنی چاہئے۔میں ان دنوں محلّہ دارالرحمت قادیان کا صدر تھا اور حضرت صوفی غلام محمد صاحبؓ مرحوم مبلغ ماریشس محلّہ دارالرحمت میں امام الصلوٰۃ تھے۔میں نے گُونہ فخر سے کہا کہ حضرت! ہم نے اپنے محلّہ میں بڑا عمدہ انتظام کر رکھا ہے کہ اگر مقررہ وقت کے بعد پانچ منٹ تک امام تشریف نہ لائیں تو دوسرا شخص نماز پڑھا دیتا ہے۔حضرت میر صاحبؓ نے بڑی حیرت اور تعجب کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ مولوی صاحب! آپ نے یہ کیا کہا ہے۔آج کے زمانہ میں پانچ منٹ بڑی چیز ہیں، نماز ہمیشہ وقت پر ہونی چاہئے۔اس وقت تو میں نے یہی سمجھا کہ یہ تو بہت تشدد ہے مگر حضرت میر صاحبؓ کی وقت کی قدر شناسی کا اندازہ بعد کے حالات سے ہوا“۔

چوہدری محمد شریف صاحب مبلغ سلسلہ آپ کے مدرسہ احمدیہ میں پڑھانے کے زمانہ کے بارہ میں لکھتے ہیں ”وقت پر آنا اور وقت کے ختم ہو جانے پر فوراً کتاب بند کر کے چلے جانا آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔نہ آپ کسی کا وقت لیتے تھے اور نہ کوئی دوسرے استاد آپ کا وقت لے سکتے تھے۔وقت شروع ہونے پر فوراً دروازہ پر پہنچ کر السلام علیکم کہتے تھے۔آپ ہمیں نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ وقت کی پابندی نہایت ضروری ہے۔اگر یہ اعلان کرایا جائے کہ جلسہ نو بجے شروع ہوگا تو نو بجے شروع کر دو خواہ ایک آدمی بھی نہ آیا ہو۔بعض دفعہ ایسا ہوا کہ مہمانخانہ میں ہمارا ہفتہ واری جلسہ شروع ہوا اور چند آدمی ہی تھے مگر چونکہ آپؓ صدر جلسہ تھے اس لئے عین وقتِ مقررہ پر شروع کرا دیا اور حاضرین بعد میں آتے گئے“۔

وقت کی پابندی نہ کرنا ایک ایسا مرض ہے جس پر بعض لوگ فخر محسوس کرتے ہیں کہ لوگ ان کے انتظار میں بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ اپنے عہدہ کی وجہ سے اپنا حق سمجھتے ہیں کہ جس وقت چاہیں اجلاس یا میٹنگ میں جائیں۔وہ لوگ جو وقت کی پابندی کرتے ہیں انہیں نہ صرف انتظار کی کوفت اٹھانی پڑتی ہے بلکہ اگر پابندئ وقت کی بات کریں تو انہیں بہت سی نازیبا باتیں بھی سننی پڑتی ہیں۔جو قومیں وقت کی قدر نہیں کرتیں وقت بھی ان کی قدر نہیں کرتا۔

تقویٰ

مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ اپنے مضمون میں تحریر فرماتے ہیں ”تقویٰ کا بھی آپؓ میں ایک خاص رنگ تھا۔قادیان سے قریب موضع بھامڑی میں ہمارا جلسہ ہوا۔اس میں حضرت میر صاحبؓ بھی تشریف لے گئے اور علماء بھی گئے۔معاندین نے فساد کر دیا اور بعد میں ہمارے بزرگوں کے خلاف پولیس میں جھوٹی رپورٹ بھی دے دی۔جس پر ہمارے بعض معزّزین کے خلاف مقدمہ چلایا گیا۔انہی میں حضرت میر صاحبؓ بھی تھے۔چوہدری محمد اسحاق صاحب ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گرداسپور نے اس مقدمہ کی سماعت کی۔شہادتِ استغاثہ کے ختم ہونے کے بعد ہماری طرف سے شہادت صفائی پیش ہوئی۔محترم خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب مرحوم ہمارے گواہ صفائی تھے۔آپ نے اپنے بیان میں حضرت میر صاحبؓ کے متعلق فرمایا کہ آپ ایک نہایت معزّز سیّد خاندان سے ہیں، عالمِ قرآن و حدیث ہیں اور بعض اور وجاہت کے پہلو بھی بیان فرمائے۔حضرت میر صاحبؓ اس وقت میرے پاس ہی کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے۔باوجود ملزم ہونے کے عدالت آپ کو ہمیشہ کرسی دیتی تھی۔جب محترم خان صاحب یہ بیان دے رہے تھے تو حضرت میر صاحب کے آنسو رواں ہو گئے۔آپ نے رومال نکال کر اپنی آنکھوں پر رکھ لیا اور آہستہ سے نہایت رقّت سے مجھے فرمانے لگے مرزا صاحب! ان چیزوں سے انسان بخشا نہیں جاتا۔مومن اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخشا جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائے۔آپ کے الفاظ تو مجھے پورے یاد نہیں لیکن ان کا مفہوم وہی ہے جو میں نے لکھا ہے۔آپ کے الفاظ میں خاص درد انگیز رقّت تھی اور آپ کے آنسو بہ رہے تھے“۔

مندرجہ بالا مقدمہ ہی کا ذکر کرتے ہوئے مکرم مولانا عبدالرحمان صاحب سابق امیر قادیان نے فرمایا ”مقدمہ کی تاریخ کے لئے ہمیں گرداسپور اور دھاریوال جانا پڑتا تھا۔ہم صبح کی گاڑی قادیان سے چل کر بٹالہ اتر جاتے اور پٹھانکوٹ کی گاڑی کے لئے اسٹیشن کے قریب ایک چھوٹی سی مسجد میں آرام کرتے جو بابو محمد شریف صاحب احمدی کے آباؤ اجداد نے بنوائی ہوئی تھی۔اُسی جگہ صبح کا ناشتہ بھی کرتے۔ان دنوں قادیان سے یہ گاڑی منہ اندھیرے ہی روانہ ہوتی تھی۔اس لئے ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ مسجد میں حضرت میر صاحبؓ نے جو امیر قافلہ ہوتے تھے آنے

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

قرآن کریم کا کوئی بھی حکم لے لیں اس میں حکمت ہے۔ ان احکامات کی بڑی لمبی تفصیل ہے۔ اگر مومن ان احکامات کو سامنے رکھے اور ان کی حکمت پر غور کرے تو جہاں ہر ایک کی اپنی عقل اور دانائی میں اضافہ ہوتا ہے وہاں معاشرے میں بھی علم و حکمت پھیلنے سے محبت اور پیار کو رواج ملتا ہے۔ زیادہ دماغ روشن ہوتے ہیں۔ پس ایک مومن کی یہی کوشش ہونی چاہیئے کہ قرآن کریم سے حکمت کے یہ موتی تلاش کرے۔

دنیا کے ہر فساد کو دُور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑنا ضروری ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑنے کے لئے عبادات کی ضرورت ہے اور عبادتوں کے معیار اس وقت حاصل ہوتے ہیں جب اپنی نمازوں کی حفاظت کرو گے اور جب نمازوں کی حفاظت کرو گے تو پھر یہ تمہیں ہر قسم کی برائیوں سے روکے گی اور تمہاری یہ نمازیں تمہاری حفاظت کریں گی اور پھر اس مقصد کو حاصل کرنے والے بنو گے جس کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے۔

(حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ میں حکمت کے مختلف معانی کے لحاظ سے بصیرت افروز بیان)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 18 رجنوری 2008ء بمطابق 18 رصلح 1387 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ،لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْھَدُ أَنْ لَّا إِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیکَ لَہٗ وَأَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ- بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَاالضَّآلِّیْنَ۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَیُزَکِّیْھِمْ۔ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (البقرۃ:130)

یہ آیت جو مَیں نے تلاوت کی ہے اس میں بھی وہی مضمون ہے جو گزشتہ چند خطبوں سے چل رہا ہے۔ اس میں جو آج مَیں بیان کروں گا تیسری بات جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی دعا میں مانگی تھی وہ حکمت کی تھی۔ یعنی وہ رسول جس پر تو کتاب اتارے، جو تیری تعلیم کو دنیا میں پھیلانے والا ہوگا، وہ اس کی حکمت بھی سکھائے۔

حکمت کے مختلف معانی ہیں، گزشتہ ایک خطبہ میں مَیں بیان کر چکا ہوں یعنی حکمت کے ایک معنی انصاف اور عدل کے ہیں۔ حکمت کے ایک معنی علم کے ہیں، حکمت کے ایک معنی عقل اور دانائی کے ہیں اور حکمت کے معنی کسی چیز کو صحیح جگہ استعمال کرنے اور مناسب حال کام لینے کے ہیں۔ اس حکمت کے لفظ کو اس عظیم رسول ﷺ اور آپ کی لائی ہوئی کتاب کو جس کی تعلیم تا قیامت رہنے والی ہے آج اس حوالے سے بیان کروں گا۔

جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ حکمت کے معنی انصاف اور عدل کے ہیں، تو اس میں یہ دعا کی گئی تھی کہ آنے والا رسول حکمت بھی سکھائے گا۔ اس لحاظ سے اس کے یہ معنی ہوں گے کہ جو رسول آنے والا ہو، وہ عدل قائم کرے گا، عدل سکھانے والا ہوگا۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ اور وہ تمہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے تو یہ اس بات کا اعلان ہے کہ اس دعا کی قبولیت کے نتیجہ میں وہ رسول مبعوث ہو چکا ہے۔ کتاب بھی اس پر نازل ہو چکی ہے اور یہ ایسی کتاب ہے جو پُر حکمت تعلیم سے بھری پڑی ہے۔ یہ رسول تمہیں اس کتاب کی حکمت بھی سکھاتا ہے اور تا قیامت سکھاتا چلا جائے گا۔ یعنی اس تعلیم نے عدل سکھایا ہے اور تا قیامت یہی کتاب عدل کی تعلیم پر مہر ہے۔ اور یہ عظیم نبی جو مبعوث ہوا، نہ ہی اس کی تعلیم عدل سے خالی ہے اور نہ اس کا عمل۔ بلکہ اس عظیم نبی ﷺ کا اُسوہ حسنہ بھی وہ عظیم مثالیں قائم کر رہا ہے جن تک کوئی پہنچ ہی نہیں سکتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے راستے بتا دیئے کہ اپنی اپنی انتہائی استعدادوں کے ساتھ اس اُسوہ پر چلنے کی کوشش کرو کیونکہ اس کے بغیر تم وہ معیار حاصل نہیں کر سکتے جو اس عظیم رسول کی اُمّت میں رہنے والے کو حاصل کرنے چاہئیں۔

آنحضرت ﷺ کی حکمت کے مختلف پہلوؤں کے حوالے سے جو نصائح اور عمل ہیں مَیں گزشتہ ایک خطبہ میں ان کا ذکر کر چکا ہوں۔ آج حکمت کے معنی عدل کے حوالے سے آپؐ کے اسوہ حسنہ کے ایک دو واقعات پیش کرتا ہوں۔ پھر آگے قرآنی تعلیم بیان کروں گا۔

روایات میں آتا ہے کہ غزوہ حنین کے بعد جب اموال غنیمت تقسیم کئے جا رہے تھے تو بعض عرب سرداروں کو دوسروں پر ترجیح دیتے ہوئے آنحضرت ﷺ نے زیادہ مال تقسیم کیا۔ اس پر کسی نے اعتراض کیا کہ عدل سے کام نہیں لیا گیا۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا رسول اگر عدل سے کام نہیں لے گا تو اور کون لے گا۔ یہ زائد مال جو دیا گیا تھا دراصل آنحضرت ﷺ نے تالیف قلب کے لئے ان سرداروں کو عطا فرمایا تھا تا کہ یہ سردارانِ عرب اسلام کے قریب ہوں۔ چنانچہ وہ اور ان کے قبائل اسلام کے قریب ہوئے بلکہ قبول کیا۔ اور یہ جو حصہ زائد دیا گیا تھا یہ کسی پر زیادتی کر کے نہیں دیا گیا تھا بلکہ اللہ تعالیٰ نے خُمس، مال غنیمت کا پانچواں حصہ، جو اللہ اور رسول کے لئے مختص کیا ہوا ہے۔ جس میں سے مختلف قسم کے لوگوں کو دینے کا رسول ﷺ کو اختیار دیا گیا ہے۔

آپؐ نے ایک دفعہ فرمایا کہ بعض لوگوں کو جو مَیں زائد دیتا ہوں وہ ان کی ایمانی کمزوری کی وجہ سے دیتا ہوں اور ان کے حرص کی وجہ سے دیتا ہوں۔ جو ایمان میں مضبوط ہیں انہیں مَیں بعض حالات میں کم دیتا ہوں اور فرمایا کہ یہ جو ایمان والے ہیں مجھے زیادہ عزیز ہیں، مجھے زیادہ پیارے ہیں۔ پس یہ جو کسی کو زیادہ دینا تھا ایک تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے عین مطابق تھا جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے۔ دوسرے حکمت کے تحت تھا یعنی ایسا پُر حکمت عدل قائم کرنے کا اُسوہ تھا جس نے ایمانوں میں بہتری پیدا کرنے کا کردار ادا کیا۔

پھر دیکھیں عدل کی عظیم مثال قائم کرنے کا وہ واقعہ جس میں ایک بوڑھے کو اپنی ذات سے پہنچی ہوئی تکلیف کا بدلہ لینے کے لئے آنحضرت ﷺ نے اجازت دی۔

روایت میں آتا ہے کہ جب سورۃ النصر کا نزول ہوا تو اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے ایک خطبہ دیا۔ کیونکہ سورۃ نصر سے صحابہؓ سمجھ گئے تھے کہ آنحضرت ﷺ کی وفات کا وقت قریب ہے۔ اس موقع پر

آنحضرت ﷺ نے جب خطبہ دیا، صحابہؓ بڑے روئے اور اس خطبہ کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم سب کو مَیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ اگر کسی نے مجھ سے کوئی حق یا بدلہ لینا ہے تو قیامت سے پہلے یہیں اس دنیا میں لے لے۔

اس پر ایک بوڑھے صحابی عکاشہؓ کھڑے ہوئے اور کہا کہ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان، آپؐ نے بار بار اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر یہ فرمایا ہے کہ جس نے بدلہ لینا ہے وہ لے لے۔ تو مَیں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں کہ فلاں غزوہ کے موقع پر میری اونٹنی آپ ﷺ کی اونٹنی کے قریب ہوگئی تھی تو مَیں اترنے لگا تھا۔ مَیں پاؤں چومنے کے لئے یا کسی اور وجہ سے قریب ہوا تھا۔ بہرحال اس وقت آپؐ کی چھڑی مجھے لگی تھی، سوٹی مجھے لگی تھی۔ مجھے نہیں معلوم کہ ارادۃً مجھے مارنے کے لئے یا اونٹ کو مارنے کے لئے تھی لیکن بہرحال مجھے سوٹی لگی تھی۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے جلال کی قسم! اللہ کا رسول تجھے جان بوجھ کر نہیں مار سکتا۔ پھر حضور ﷺ نے حضرت بلالؓ کو کہا کہ وہی سوٹی لے کر آؤ۔ وہ حضرت فاطمہؓ کے گھر سے سوٹی لے کر آئے۔ تو آپؐ نے عکاشہ رضی اللہ عنہ کو سوٹی دی اور فرمایا کہ لو بدلہ لے لو۔ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے۔ حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے۔ حضرت علیؓ کھڑے ہوئے کہ ہمارے سے بدلہ لے لو اور آنحضرت ﷺ کو کچھ نہ کہو۔ عکاشہؓ نے کہا کہ نہیں مَیں نے تو بدلہ آنحضرت ﷺ سے ہی لینا ہے۔ پھر حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نبی ﷺ کے نواسے ہیں ہمارے سے بدلہ لے لو۔ تو عکاشہؓ نے کہا کہ نہیں بدلہ تو مَیں نے آنحضرت ﷺ سے لینا ہے۔ خود آنحضرت ﷺ بھی سب کو بٹھاتے رہے کہ تم لوگ بیٹھ جاؤ مَیں خود ہی اپنا بدلہ دوں گا۔ اس پر عکاشہؓ نے کہا کہ جب چھڑی مجھے لگی تھی تو اس وقت میرے بدن پر کوئی لباس نہیں تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے جسم مبارک سے کپڑا اٹھایا اور کہا لو مارلو۔ صحابہؓ نے جب یہ نظارہ دیکھا تو بے اختیار سب رونے لگ گئے۔ کس طرح برداشت کر سکتے تھے کہ آنحضرت ﷺ کو کچھ ہو۔ سب کے سانس رُکے ہوئے تھے لیکن کچھ کر نہیں سکتے تھے۔ لیکن دوسرے ہی لمحے انہوں نے جو نظارہ دیکھا وہ تو ایک عاشق و معشوق کی محبت کا نظارہ تھا۔ عکاشہؓ آگے بڑھے اور آپؐ کے جسم مبارک کو چومنے لگے اور کہتے جاتے تھے میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ آپ سے بدلہ لینا کون گوارا کر سکتا ہے۔ ہمیں تو آپؐ نے عدل کے نئے نئے اسلوب سکھائے ہیں۔ ہم تو سوچ بھی نہیں سکتے کہ آپؐ کبھی ظلم کر سکتے ہیں یا زیادتی کر سکتے ہیں۔ یہ تو پیار کرنے کا ایک موقع تھا جسے مَیں ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا۔

لیکن دیکھیں کہ عدل کے اس شہزادے کا کیا خوبصورت جواب تھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ یا تو بدلہ لینا ہوگا یا معاف کرنا ہوگا۔ عکاشہؓ نے کہا یا رسول اللہ! مَیں نے اس امید پر آپؐ کو معاف کیا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مجھے معاف کرے گا۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے اس سارے مجمع کو جو لوگ سامنے بیٹھے ہوئے تھے مخاطب ہو کر فرمایا کہ جو آدمی جنت میں میرے ساتھی کو دیکھنا چاہتا ہے وہ اس بوڑھے عکاشہؓ کو دیکھ لے۔ اور پھر وہی صحابہؓ جو عکاشہؓ کے لئے سخت غم و غصّہ کی حالت میں بیٹھے تھے اُٹھ اُٹھ کر انہیں چومنے لگے اور ان کی قسمت پر رشک کرنے لگے۔ تو یہ تھا اس عظیم رسول کا عدل کہ ایک ادنیٰ چاکر کے سامنے بھی اپنے آپ کو بدلہ کے لئے پیش کر دیا اور فرمایا کہ اگر بدلہ نہیں لینا تو پھر معاف کرنا ہوگا۔ یہاں اس مجمع میں اعلان کرنا ہوگا کہ معاف کیا۔

تو یہ نمونے آپؐ نے عدل کے قائم کئے۔ بہت سارے نمونے اور مثالیں اَور بھی ہیں۔ اور پھر اپنے صحابہؓ کو بھی اس کی تلقین فرماتے رہے کیونکہ قرآن کریم میں عدل پہ بڑا زور دیا گیا ہے۔

اب مَیں قرآن کریم کی تعلیم کے حوالے سے ایک دو آیات اس بارہ میں پیش کرتا ہوں جن میں عدل قائم کرنے کی تعلیم ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَاۤئِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاۤءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ۔ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ (النحل:91)۔ یقیناً اللہ تعالیٰ عدل کا، احسان کا اور اقرباء پر کئے جانے والی عطا کی طرح عطا کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی اور ناپسندیدہ باتوں اور بغاوت سے منع کرتا ہے۔ وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم عبرت حاصل کرو۔

یہ ایک ایسی پُرحکمت تعلیم ہے کہ اگر اس پر عمل کیا جائے تو معاشرتی مسائل بھی حل ہو جائیں گے اور قومی اور بین الاقوامی مسائل بھی حل ہو جائیں گے۔ ایسا عدل جو حکمت کے تحت کیا جائے وہ وہی عدل ہے جس میں نیکی کے معیار بڑھیں۔ عدل کے بعد محبت اور پیار پیدا ہو اور معاشرہ برائیوں سے بچنے کی کوشش کرے اور جب برائیوں سے بچیں گے تو پھر عدل کے مزید نئے معیار قائم ہوں گے۔ حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ ہوگی۔ عدل صرف بدلہ لے کر ہی قائم نہیں ہوتا بلکہ بعض حالات میں احسان کرنے سے ہوتا ہے۔ پھر مزید پیار اور محبت کے جذبات سے ہوتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے برائیوں کو چھوڑنے اور نیکیوں پر قائم ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ورنہ صرف عارضی بدلہ لے لینا، کسی کو سزا دے دینا، یہ دنیاوی عدل تو ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے جو اصول ہیں، جو تعلیم ہے، اس کے مطابق صرف یہ عدل نہیں ہے۔ کیونکہ ان سے بعض اوقات اصلاح نہیں ہوتی بلکہ دشمنیاں بڑھتی ہیں، ناراضگیاں پیدا ہوتی ہیں، رنجشیں پیدا ہوتی ہیں، کینے اور بغض بڑھتے ہیں۔ پس عدل وہ ہے جس کا فیصلہ موقع و محل کی مناسبت ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’اللہ (تعالیٰ) کا یہ حکم ہے کہ نیکی کے مقابل پر نیکی کرو اور اگر عدل سے بڑھ کر احسان کا موقع اور محل ہو تو وہاں احسان کرو۔ اور اگر احسان سے بڑھ کر قریبوں کی طرح طبعی جوش سے نیکی کرنے کا محل ہو تو وہاں طبعی ہمدردی سے نیکی کرو۔ اور اس سے خدا تعالیٰ منع فرماتا ہے کہ تم حدود اعتدال سے آگے گزر جاؤ۔ یا احسان کے بارہ میں منکرانہ حالت تم سے صادر ہو جس سے عقل انکار کرے۔ یعنی یہ کہ تم بے محل احسان کرو یا برمحل احسان کرنے سے دریغ کرو۔ یا یہ کہ تم محل پر اِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی کے خُلق میں کچھ کمی اختیار کرو‘‘۔ یعنی غلط وقت پر احسان کرنا بھی غلط ہے۔ اور اگر موقع اور محل ہو اور پھر احسان کا موقع ہو اس وقت احسان نہ کرنا بھی غلط ہے اور پھر یہ کہ جس طرح قریبوں سے سلوک کرتا ہے، جس طرح ماں بچے سے سلوک کرتی ہے اس طرح کے اخلاق دکھاؤ اور اگر اخلاق میں کوئی کمی ہوتی ہے تو یہ غلط طریقہ ہے۔

آپ فرماتے ہیں: ’’تم محل پر اِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی کے خلق میں کچھ کمی اختیار کرو یا حد سے زیادہ رحم کی بارش کرو۔ اس آیت کریمہ میں ایصال خیر کے تین درجوں کا بیان ہے۔ اوّل یہ درجہ کہ نیکی کے مقابلے پر نیکی کی جائے۔ یہ تو کم درجہ ہے اور ادنیٰ درجہ کا بھلا مانس انسان بھی یہ خُلق حاصل کر سکتا ہے کہ اپنے نیکی کرنے والوں کے ساتھ نیکی کرتا رہے۔

دوسرا درجہ اس سے مشکل ہے اور وہ یہ کہ ابتداءً آپ ہی نیکی کرنا اور بغیر کسی کے حق کے احسان کے طور پر اس کو فائدہ پہنچانا۔ اور یہ خُلق اوسط درجہ کا ہے۔ اکثر لوگ غریبوں پر احسان کرتے ہیں اور احسان میں ایک یہ مخفی عیب ہے کہ احسان کرنے والا خیال کرتا ہے کہ مَیں نے احسان کیا اور کم سے کم وہ اپنے احسان کے عوض میں شکریہ یا دعا چاہتا ہے۔ اور اگر کوئی ممنونِ منّت اس کا مخالف ہو جائے تو اس کا نام احسان فراموش رکھتا ہے‘‘۔ جس کسی پہ احسان کیا جاتا ہے اور وہ مخالف ہو جائے تو اس کو احسان فراموش کہتے ہیں۔ ’’بعض وقت اپنے احسان کی وجہ سے اس پر فوق الطاقت بوجھ ڈال دیتا ہے‘‘۔ یا پھر یہ ہے کہ اگر کوئی احسان کیا ہے تو اس کی طاقت سے زیادہ اس پر بوجھ ڈال دیتے ہیں۔ یہ بھی انصاف کے خلاف ہے، عدل کے خلاف ہے۔ ’’اور اپنا احسان اس کو یاد دلاتا ہے۔ جیسا کہ احسان کرنے والوں کو خدا تعالیٰ نے متنبہ کرنے کے لئے فرمایا ہے لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِکُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰی (البقرہ۔265) یعنی اے احسان کرنے والو! اپنے صدقات کو جن کی صدق پر بنا چاہئے احسان یاد دلانے اور دکھ دینے کے ساتھ برباد مت کرو۔ یعنی صدقہ کا لفظ صدق سے مُشتق ہے۔ پس اگر دل میں صدق اور اخلاص نہ رہے تو وہ صدقہ صدقہ نہیں رہتا بلکہ ایک ریاکاری کی حرکت ہوتی ہے۔ غرض احسان کرنے والے میں یہ ایک خامی ہوتی ہے کہ کبھی غصّہ میں آ کر اپنا احسان بھی یاد دلا دیتا ہے۔ اسی وجہ سے خدائے تعالیٰ نے احسان کرنے والوں کو ڈرایا۔

تیسرا درجہ ایصال خیر کا خدائے تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ بالکل احسان کا خیال نہ ہو اور نہ شکرگزاری پر نظر ہو بلکہ ایک ایسی ہمدردی کے جوش سے نیکی صادر ہو جیسا کہ ایک نہایت قریبی مثلاً والدہ محض ہمدردی کے جوش سے اپنے بیٹے سے نیکی کرتی ہے۔ یہ وہ آخری درجہ ایصال خیر کا ہے جس سے آگے ترقی کرنا ممکن نہیں۔ لیکن خدائے تعالیٰ نے ان تمام ایصال خیر کی قسموں کو محل اور موقعہ سے وابستہ کر دیا ہے اور آیت موصوفہ میں صاف فرما دیا ہے کہ اگر یہ نیکیاں اپنے اپنے محل پر مستعمل نہیں ہوں گی تو پھر یہ بدیاں ہو جائیں گی۔ بجائے عدل فَحْشَآء بن جائے گا‘‘۔ یہ عدل نہیں رہے گا بلکہ برائیاں بن جائیں گی۔ ’’یعنی حد سے اتنا تجاوز کرنا کہ ناپاک صورت ہو جائے‘‘۔ اور فرمایا کہ ’’اور ایسا ہی بجائے احسان کے منکر کی صورت نکل آئے گی یعنی وہ صورت جس سے عقل اور کانشنس انکار کرتا ہے۔ اور بجائے اِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی کے بَغِی بن جائے گا۔ یعنی وہ بے محل ہمدردی کا جوش ایک بُری صورت پیدا کرے گا۔ اصل میں بَغِی اس بارش کو کہتے ہیں جو حد سے زیادہ برس جائے اور کھیتوں کو تباہ کر دے اور یا حقِ واجب سے افزونی کرنا بھی بَغِی ہے‘‘۔ کمی یا زیادتی جو بھی ہوگی۔ ’’غرض ان تینوں میں سے جو محل پر صادر نہیں ہوگا وہی خراب سیرت ہو جائے گی۔ اسی لئے ان تینوں کے ساتھ موقع اور محل کی شرط لگا دی ہے۔ اس جگہ یاد رہے کہ مجرّد عدل یا احسان یا ہمدردیٔ ذی القربیٰ کو خُلق نہیں کہہ سکتے بلکہ انسان میں یہ سب طبعی حالتیں اور طبعی قوتیں ہیں کہ جو بچوں میں بھی وجود عقل سے پہلے پائی جاتی ہیں۔ مگر خُلق کے لئے عقل شرط ہے اور نیز یہ شرط ہے کہ ہر ایک طبعی قوت محل اور موقعہ پر استعمال ہو‘‘۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 353-354 مطبوعہ لندن)

یہ ساری چیزیں اور طاقتیں جو اللہ تعالیٰ نے دی ہیں۔ عدل کرو گے، انصاف کرو گے، احسان کرو گے، یہ سب چیزیں اگر عقل کے بغیر استعمال ہو رہی ہیں، موقع و محل کے حساب سے استعمال نہیں ہو رہیں تو یہ کوئی اچھے اخلاق نہیں ہیں۔

تو یہ قرآن کریم کی پُرحکمت تعلیم ہے جو معاشرے میں قیام عدل کے لئے مزید راستے دکھاتی ہے۔ اگر

ایک عادی چور کو جس کے معاملے میں سختی کا حکم ہے اگر چھوڑ دیں گے تو یہ عدل نہیں ہے۔ لیکن ایک بھوکے کے لئے جو اپنی بھوک مٹانے کے لئے روٹی چراتا ہے سزا کی بجائے روٹی کا انتظام ضروری ہے، یہ عدل ہے تا کہ اس کا اور اس کے بیوی بچوں کا پیٹ بھرے اور یہ احسان کرنے سے پھر عدل قائم ہوگا۔ لیکن اگر یہی روٹی چرانے والا ایک عادی چور بن جاتا ہے تو پھر اس کو سزا دینا عدل ہے۔ تو ہر موقع کے لحاظ سے جو عمل ہو گا وہ اصل میں عدل ہے۔

قرآن کریم کی تعلیم کا خلاصہ توحید کا قیام اور حقوق العباد کی ادائیگی ہے اور اس کے لئے جو انسانی سوچ ہے اس میں عدل کا عنصر پیدا کرنا ضروری ہے۔ اس بات کو ذہن میں بٹھانے کے لئے اللہ تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰہِ شُھَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۔وَ لَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَلَّا تَعْدِلُوْا۔ اِعْدِلُوْا ۔ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی ۔وَاتَّقُوا اللّٰہَ۔ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (سورۃ المائدۃ آیت 9) کہ اے وے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ اللہ تعالیٰ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کی تائید میں گواہ بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تم کو ہرگز کسی بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو۔ یقیناً اللہ اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو۔

تو یہ ہے عدل اور انصاف کی خوبصورت اور پُرحکمت تعلیم۔ پہلی بات یہ بتائی کہ اگر ایمان کا دعویٰ ہے، مومن کہلاتے ہو تو مومن تو ہمیشہ انصاف کی تائید میں کھڑا ہوتا ہے۔ اس کا کام تو اللہ تعالیٰ کے احکامات کی روشنی میں عدل کا قیام ہے۔ اگر یہ سوچ رکھنے والے ہو تو مومن ہو کیونکہ اس کے بغیر ایمان ناقص ہے۔ پھر فرمایا کہ جب یہ سوچ بن جائے گی تو پھر عدل و انصاف تمہارے اندر سے پھوٹے گا اور جب دل کی آواز اللہ تعالیٰ کی رضا بن جائے، اس کی تعلیم پر عمل کرنے والی بن جائے تو پھر کسی قسم کی دشمنی انصاف کے تقاضے پورے کرنے سے ایک مومن کو کبھی نہیں روکے گی۔ پس مومن کا کام ہے کہ تقویٰ پر قدم مارتے ہوئے ہمیشہ انصاف کے تقاضے پورے کرے۔ اللہ تعالیٰ اسی ضمن میں فرماتا ہے کہ اگر تم تقویٰ سے کام نہیں لوگے تو یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی بات بھی چھپی ہوئی نہیں ہے۔ ایسا شخص جو اس عظیم تعلیم کو پا کر بھی اس پر عمل نہیں کرتا، حقیقی مومن نہیں کہلا سکتا۔ پس یہ عدل قائم کرنے کی ایسی خوبصورت تعلیم ہے جو صرف قرآن کریم کا ہی خاصہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ''خدا تعالیٰ نے عدل کے بارہ میں جو بغیر سچائی پر پورا قدم مارنے کے حاصل نہیں ہو سکتی فرمایا ہے لَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَلَّا تَعْدِلُوْا۔ اِعْدِلُوْا۔ ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی (المائدہ :9)۔ یعنی دشمن قوموں کی دشمنی تمہیں انصاف سے مانع نہ ہو، انصاف پر قائم رہو تقویٰ اسی میں ہے''۔

فرماتے ہیں کہ: ''اب آپ کو معلوم ہے جو قوموں میں ناحق ستاویں اور دکھ دیویں اور خونریزیاں کریں اور تعاقب کریں اور بچوں اور عورتوں کو قتل کریں جیسا کہ مکہ والے کافروں نے کیا تھا اور پھر لڑائیوں سے باز نہ آویں، ایسے لوگوں کے ساتھ معاملات میں انصاف کے ساتھ برتاؤ کرنا کس قدر مشکل ہوتا ہے۔ مگر قرآنی تعلیم نے ایسے جانی دشمنوں کے حقوق کو بھی ضائع نہیں کیا اور انصاف اور راستی کے لئے وصیت کی۔ .... میں سچ سچ کہتا ہوں کہ دشمن سے مدارات سے پیش آنا آسان ہے مگر دشمن کے حقوق کی حفاظت کرنا اور مقدمات میں عدل و انصاف کو ہاتھ سے نہ دینا یہ بہت مشکل اور فقط جوانمردوں کا کام ہے۔''

(نورالقرآن نمبر2۔ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ409 مطبوعہ لندن)

اسلام یہ جوانمردی اپنے سب ماننے والوں میں پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دوسری جگہ فرماتا ہے کہ تمہارا حسن سلوک اور عدل و احسان دشمنوں کو بھی دوست بنا سکتا ہے۔

پھر حکمت کے ایک معنی یہ ہیں کہ علم کو کامل کرنا۔ یعنی آنے والا رسول علم کو بھی اپنے پر اُتری ہوئی تعلیم کی وجہ سے کامل کرے گا۔ قرآن کریم کا دعویٰ ہے کہ آنحضرت ﷺ سے فرمایا اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ (المائدہ:4)۔ یعنی تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمتیں اور احسان پورے کر دیئے۔ اس بارہ میں گزشتہ خطبہ میں بتا چکا ہوں۔ پس اس عظیم رسول پر اس پُرحکمت تعلیم کو اللہ تعالیٰ نے کامل کر دیا ہے۔

یہاں صرف علم کے کامل اور مکمل ہونے کی اس زمانے سے متعلق جو پیشگوئیاں ہیں ان کا میں اس وقت ذکر کروں گا، جو پوری ہوئیں۔ اس کامل علم رکھنے والے خدا نے جو باتیں اس عظیم رسول ﷺ کو بتائیں اور اس کتاب میں جن کا ذکر ہوا جن میں سے بعض ایسی ہیں کہ چودہ سو سال تو دور کی بات ہے، ماضی قریب کا انسان بھی اس بارہ میں سوچ نہیں سکتا تھا۔

بہت ساری پیشگوئیاں ہیں۔ میں یہاں ایک بیان کر رہا ہوں مثلاً سورۃ رحمٰن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیٰنِ (الرحمن:20) کہ وہ دونوں سمندروں کو ملا دے گا جو بڑھ بڑھ کر ایک دوسرے سے ملیں گے۔ بَیْنَھُمَا بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیٰنِ۔ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ۔ یَخْرُجُ مِنْھُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ (الرحمن:21-23)۔ کہ (سردست) اُن (دونوں سمندروں) کے درمیان ایک روک ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کر سکتے۔ پس (اے جنّ وانس) تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کا انکار کرو گے۔ دونوں میں سے موتی اور مرجان نکلتے ہیں۔

اب اس میں دو سمندروں کو ملانے کا ذکر ہے اور نشانی یہ بتائی کہ ان میں سے موتی اور مونگے یا مرجان نکلتے ہیں۔ ایک تو نہر سویز کے ذریعہ سے دونوں سمندروں کو ملایا۔ RedSea اور میڈیٹیرینین سی (MediterianSea) کو۔ اسی طرح پانامہ نہر نے دو سمندروں کو ملایا۔ اور اس طرح بڑے سمندر آپس میں مل گئے۔ اب یہ علم آنحضرت ﷺ کو خدا نے اس وقت دیا جب کسی کو اس بات کا علم نہیں تھا۔ علم تو علیحدہ بات ہے اس وقت کے زمانے کے عربوں کی تو سوچ بھی یہاں تک نہیں پہنچ سکتی تھی کہ کس جگہ پر سمندر ہوں گے اور کس طرح ملائے جائیں گے اور پھر 1300 سال کے انتظار کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ عظیم نظارہ دکھایا اور اس پیشگوئی کو کس شان سے پورا فرمایا۔ پس یہ ہیں اُس عالم الغیب خدا کے علم کی باتیں جنہیں اس نے قرآن کریم کے ذریعہ آنحضرت ﷺ پر ظاہر فرمایا۔

پھر کائنات کے بارہ میں علم دیا کہ کس طرح ہماری کائنات وجود میں آئی۔ فرماتا ہے اَوَلَمْ یَرَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰھُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ کُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ۔ اَفَلَا یُؤْمِنُوْنَ (الانبیاء:31) کیا انہوں نے دیکھا نہیں جنہوں نے کفر کیا کہ آسمان و زمین دونوں مضبوطی سے بند تھے۔ پھر ہم نے ان کو پھاڑ کر الگ کر دیا۔ اور ہم نے پانی سے ہر زندہ چیز پیدا کی تو کیا وہ ایمان نہیں لائیں گے؟

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ''قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے اور حال کی تحقیقاتیں بھی اس کی مُصدِّق ہیں کہ عالم کبیر بھی اپنے کمال خلقت کے وقت ایک گٹھڑی کی طرح تھا''۔ بند تھا'' جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے''۔ اس آیت میں جو میں نے پڑھی۔ یعنی کہ ''کیا کافروں نے آسمان اور زمین کو نہیں دیکھا کہ گٹھڑی کی طرح آپس میں بندھے ہوئے تھے اور ہم نے ان کو کھول دیا''۔

(آئینہ کمالات اسلام ۔ روحانی خزائن جلد5 صفحہ191-192 حاشیہ)

پس یہ علم 1400 سال سے قرآن کریم میں محفوظ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ظاہر ہوا۔ سائنسدانوں نے بگ بینگ (Big Bang) کا نظریہ دیا یعنی ایک زبردست دھماکہ اور اس کے بعد یہ سب کائنات وجود میں آئی، سیارے وجود میں آئے۔ یہ بڑا تفصیلی مضمون ہے۔ بہرحال مقصد یہ ہے کہ قرآن کریم نے جس بات کی خبر 1400 سال پہلے دی تھی اسے آج کا سائنسدان ثابت کر رہا ہے۔ پھر پانی سے انسان کی زندگی ہے۔ بہت ساری پیشگوئیاں ہیں۔

پھر قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَالسَّمَآءَ بَنَیْنٰھَا بِاَیْدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ (الذاریت:48) اور ہم نے آسمان کو ایک خاص قدرت سے بنایا ہے اور یقیناً ہم وسعت دینے والے ہیں۔ اب اس آیت کے بھی مختلف ترجمے ہمارے اپنے تراجم قرآن کریم میں ملتے ہیں کیونکہ جس جس طرح انسان کو علم تھا اس کے مطابق ترجمہ ہوتا رہا۔ اور پھر سائنس کی ترقی کے ساتھ اس کے مزید معنی کھلے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کے معنی کئے ہیں کہ ہم نے آسمان کو خاص قدرت سے بنایا اور یقیناً ہم اسے وسعت دینے والے ہیں۔ یہ وسعت کا تصور بھی ایک سائنس دان Edwin Hubble تھے اس کے تجربات نے دیا۔ اس نے یہ تجربات کئے تھے۔ اس نے پہلی دفعہ کائنات کے پھیلنے کی بات کی تھی۔ اور اب جو نئی تحقیق آ رہی ہے، چند مہینے پہلے ایک رسالے میں تھا اس میں یہ کہتے ہیں کہ اب جو چیز دیکھنے میں آ رہی ہے کہ یہ وسعت پذیری کی رفتار جوان کے علم میں پہلے تھی اس سے کئی گنا بڑھ گئی ہے۔ یا بڑھی ہوئی تھی تو ان کو پتہ ہی نہیں لگا۔ ان نئے آلات کی وجہ سے شاید اب معلوم ہوا ہے۔ لیکن بہرحال وسعت پذیری ثابت ہے اور اب تو بہت واضح ہو کے نظر آ رہی ہے۔

بہرحال جو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ آسمانوں کو بھی ہم نے خاص قدرت سے ہی بنایا ہے۔ یہ بھی اس آیت کا ترجمہ ہے کہ خاص قدرت سے بنایا اور کئی صفات شامل ہیں۔ یعنی آسمان کی وسعت اور اجرام کے سفر پر اللہ تعالیٰ کی مختلف صفات کام کر رہی ہیں جن میں کچھ کا تو انسان ادراک حاصل کر لیتا ہے لیکن مکمل احاطہ نہیں کر سکتا۔ جب بھی اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی عقل سے کوئی نئی دریافت کرتے ہیں تو پھر مزید پریشان ہو جاتے ہیں۔ بہت سارے سائنسدان بھی مزید تلاش کر رہے ہیں۔ بلکہ بعض تو ابھی بھی ایسے ہیں۔ ایک طبقہ ایسا بھی ہے اس بات کو بھی ماننے کو تیار نہیں ہے کہ بگ بینگ ہوا تھا۔ بہرحال اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس طرح ہی ہوا، ہمیں تو ایمان بالغیب پہ بھی ایمان ہے، قرآن کریم نے ثابت کیا ہے اور سائنس دان اس کو ثابت کر رہے ہیں کہ زمین و آسمان کس طرح وجود میں آئے اور پھر اس کی وسعت بھی ہو رہی ہے، ایک طرف چل رہے ہیں۔ تو بہرحال کائنات کی اس وسعت پذیری کا جو تصور تھا، سو سال پہلے کے انسان کو نہیں تھا۔

پس یہ ہے اس کتاب کی خوبصورتی کہ ہر نئی دریافت جو آج کا تعلیم یافتہ انسان کرتا ہے خدا تعالیٰ کی اس

آخری کتاب میں پہلے سے اس کا تصور موجود ہے بلکہ وضاحت موجود ہے۔ اب یہ انسان کی بنائی ہوئی کتابیں اس کا مقابلہ کیا کرسکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ چیلنج ہے کہ نہ تو تم اس جیسی کتاب لا سکتے ہو، نہ اس جیسی ایک آیت بنا سکتے ہو۔ پس یہ وہ آخری کتاب ہے جو اس عظیم رسول ﷺ پر اُتری جس کا زمانہ قیامت تک ہے۔ اور اگر مسلمان سائنسدان ہوں بلکہ احمدی مسلمان تو دریافت کے بعد کسی چیز کو اس پر منطبق نہیں کریں گے بلکہ اپنی تحقیق کی بنیاد ہر ایک احمدی سائنسدان قرآن کریم کے دیئے ہوئے علم پر رکھے گا اور رکھتا ہے۔ اور جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی بتایا تھا، ڈاکٹر عبدالسلام صاحب بھی اپنی تحقیق کی اسی پر بنیاد رکھا کرتے تھے۔ بہرحال کہنے کا یہ مطلب ہے کہ قرآن کریم نے ایسے ایسے علم و حکمت کے موتی اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہیں جو رہتی دنیا تک نئے نئے انکشافات تحقیق کرنے والے انسان پر کرتے رہیں گے۔ پس یہ ایسا عظیم اور پُرحکمت کلام ہے جس کا کوئی دوسری شرعی کتاب مقابلہ نہیں کرسکتی۔

پھر اسی کتاب میں شرعی احکامات کی حکمت ہے۔ شرعی احکامات کی حکمت کا ایک یہ مطلب بھی ہے مثلاً نماز پڑھنے کا حکم ہے تو بیان فرمایا ہے کہ تم نماز سے کیا کیا فائدے اٹھاتے ہو۔ فرماتا ہے اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ۔ وَلَذِکْرُاللّٰہِ اَکْبَرُ۔ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَاتَصْنَعُوْنَ (العنکبوت:46) تُو کتاب میں جو تیری طرف وحی کیا جاتا ہے پڑھ کر سنا اور نماز کو قائم کر۔ یقیناً نماز بے حیائی اور ناپسندیدہ بات سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر یقیناً سب (ذکروں) سے بڑا ہے۔ اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔

یہ حکم صرف آنحضرت ﷺ کے لئے نہیں تھا بلکہ اُمّت کے لئے تھا، آنحضرت ﷺ کے خاص طور پر ماننے والوں کے لئے تھا۔ آپ تو پہلے ہی اس مقام تک پہنچے ہوئے تھے۔ آپ کو وہ مقام ملا ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے خود آپ سے یہ اعلان کروایا کہ یہ اعلان کردو کہ میری نمازیں، میری قربانیاں اور میری زندگی اور میری موت سب خدا تعالیٰ کے لئے ہے۔ آپ تو وہ مقام حاصل کر چکے تھے۔ یہ حکم تو اس بات سے بہت پیچھے ہے۔ پس یہ تعلیم تھی جو اللہ تعالیٰ نے مومنین کو دی تا کہ اللہ تعالیٰ سے مومنوں کا تعلق جوڑنے کے لئے انہیں راستے بتائے جائیں۔ آنحضرت ﷺ کو فرمایا کہ یہ پُرحکمت تعلیم مومنوں کو دو کہ دنیا کے ہر فساد کو دُور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑنا ضروری ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑنے کے لئے عبادات کی ضرورت ہے اور عبادتوں کے معیار اس وقت حاصل ہوتے ہیں جب اپنی نمازوں کی حفاظت کرو گے اور جب نمازوں کی حفاظت کرو گے تو پھر یہ تمہیں ہر قسم کی برائیوں سے روکے گی اور تمہاری یہ نمازیں تمہاری حفاظت کریں گی اور پھر اس مقصد کو حاصل کرنے والے بنو گے جس کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’نماز بھی گناہوں سے بچنے کا ایک آلہ ہے۔ نماز کی یہ صفت ہے کہ انسان کو گناہ اور بدکاری سے ہٹا دیتی ہے۔ سو تم ویسی نماز کی تلاش کرو‘‘۔ اس فقرے پر غور کریں’’ اور اپنی نماز کو ایسی بنانے کی کوشش کرو۔ نماز نعمتوں کی جان ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فیض اسی نماز کے ذریعہ سے آتے ہیں۔ سو اس کو سنوار کر ادا کرو تا کہ تم اللہ تعالیٰ کی نعمت کے وارث بنو‘‘۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 126 مطبوعہ لندن)

پس یہ جو فرمایا کہ ’’تم ایسی نماز تلاش کرو‘‘، اس کا یہی مطلب ہے کہ جب تک نیکیاں اچھی طرح دل میں راسخ نہیں ہو جاتیں اس وقت تک یہ خیال کرتے رہو کہ نماز کی ادائیگی میں کہیں کمی ہے۔ جب تک اللہ کی رضا اصل مقصود نہیں بن جاتی اُس وقت تک یہ سمجھتے رہو کہ ہماری نمازوں میں کمی ہے۔ دعائیں اور نمازیں صرف اسی وقت نہ ہوں جب اپنی ضرورتوں کے لئے بے چین ہو رہے ہو اور جب اس سوچ کے ساتھ ہم عبادتیں کر رہے ہوں گے تبھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے وارث بھی بن رہے ہوں گے۔ ورنہ تو اس حکم میں کوئی حکمت نظر نہیں آتی۔

پھر قرآن کریم میں ایک پُرحکمت حکم یہ ہے کہ جھوٹ نہ بولو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّوْرِ (الحج: 31) پس بتوں کی پلیدی سے احتراز کرو اور جھوٹ کہنے سے بچو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’بت پرستی کے ساتھ اس جھوٹ کو ملایا ہے جیسا احمق انسان اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پتھر کی طرف سر جھکاتا ہے ویسے ہی صدق اور راستی کو چھوڑ کر اپنے مطلب کے لئے جھوٹ کو بُت بناتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بُت پرستی کے ساتھ ملایا اور اسی سے نسبت دی جیسے ایک بُت پرست بُت سے نجات چاہتا ہے۔ جھوٹ بولنے والا بھی اپنی طرف سے بُت بناتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس بُت کے ذریعہ سے نجات ہو جاوے گی۔ کیسی خرابی آ کر پڑی ہے۔ اگر کہا جاوے کہ کیوں بُت پرست ہوتے ہو، اس نجاست کو چھوڑ دو تو کہتے ہیں کیونکر چھوڑ دیں۔ اس کے بغیر گزارہ نہیں ہوسکتا۔ اس سے بڑھ کر اور کیا بدقسمتی ہوگی کہ جھوٹ پر اپنا مدار سمجھتے ہیں۔ مگر مَیں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ آخر سچ ہی کامیاب ہوتا ہے۔ بھلائی اور فتح اسی کی ہے۔............ یقیناً یاد رکھو جھوٹ جیسی کوئی منحوس چیز نہیں۔ عام طور پر دنیا دار کہتے ہیں کہ سچ بولنے والے گرفتار ہو جاتے ہیں مگر مَیں کیونکر اس کو باور کروں۔ مجھ پر سات مقدمات ہوئے ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے کسی ایک میں ایک لفظ بھی مجھے جھوٹ لکھنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ کوئی بتائے کہ کسی ایک میں بھی خدا تعالیٰ نے مجھے شکست دی ہو۔ اللہ تعالیٰ تو آپ سچائی کا حامی اور مددگار ہے۔ یہ ہوسکتا ہے کہ وہ راستباز کو سزا دے؟ اگر ایسا ہو تو دنیا میں کوئی سچ بولنے کی جرأت نہ کرے۔ اور خدا تعالیٰ پر سے ہی اعتقاد اٹھ جاوے۔ راستباز تو زندہ ہی مر جاویں۔ اصل بات یہ ہے کہ سچ بولنے سے جو سزا پاتے ہیں‘‘۔ یہ غور سے سننے والی چیز ہے۔ ’’اصل بات یہ ہے کہ سچ بولنے سے جو سزا پاتے ہیں وہ سچ کی وجہ سے نہیں ہوتی‘‘۔ سزا اس وجہ سے نہیں کہ سچ بولا ہے’’ وہ سزا ان کی بعض اور مخفی در مخفی بدکاریوں کی ہوتی ہے‘‘۔ بہت ساری چھپی ہوئی برائیاں اور بدیاں جو ہیں ان کی وجہ سے سزا ہوتی ہے’’ اور کسی اور جھوٹ کی سزا ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے پاس تو ان کی بدیوں اور شرارتوں کا ایک سلسلہ ہوتا ہے۔ ان کی بہت سی خطائیں ہوتی ہیں اور کسی نہ کسی میں وہ سزا پا لیتے ہیں۔‘‘

(الحکم جلد 10 نمبر 17 مورخہ 17/مئی 1906ء صفحہ 4)

پس استغفار ایسی چیزوں سے بچنے کے لئے بہت ضروری ہے۔

پھر حکمت کے معنی عقل اور دانائی کے بھی ہیں۔ اس کتاب نے جو عظیم رسول ﷺ پر اتری بڑے پُرحکمت احکامات اتارے ہیں۔ ہر حکم کی دلیل اتاری ہے جو ہر موقع و محل کے لحاظ سے ہے۔ جیسا کہ مَیں پہلے بھی مثال دے آیا ہوں قرآن کریم کہتا ہے کہ اگر کوئی مجرم ہے تو اس کو سزا دو۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر غصے میں آ کر، مغلوب الغضب ہو کر سزا نہ دو۔ اگر معاف کرنے سے اصلاح ہوسکتی ہے تو معاف کرنے میں حکمت ہے۔ لیکن اگر عادی چور کو معاف کر دیا جائے تو معاشرے میں فساد پیدا کرنے کا موجب ہوں گے۔ اسی طرح اگر قاتل کو معاف کرو گے تو اور قتل پھیلائے گا۔ وہاں پھر سزا ضروری ہو جاتی ہے۔ غرض کہ قرآن کریم کا کوئی بھی حکم لے لیں اس میں حکمت ہے۔ ان احکامات کی بڑی لمبی تفصیل ہے۔ اگر مومن ان احکامات کو سامنے رکھے اور ان کی حکمت پر غور کرے تو جہاں ہر ایک کی اپنی عقل اور دانائی میں اضافہ ہوتا ہے وہاں معاشرے میں بھی علم و حکمت پھیلنے سے محبت اور پیار کو رواج ملتا ہے۔ زیادہ دماغ روشن ہوتے ہیں۔ پس ایک مومن کی یہی کوشش ہونی چاہئے کہ قرآن کریم سے یہ حکمت کے موتی تلاش کرے اور اللہ تعالیٰ کا بھی یہی حکم ہے جیسے کہ فرماتا ہے وَاذْکُرْنَ مَا یُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِکُنَّ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰہِ وَالْحِکْمَۃِ۔ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ لَطِیْفًا خَبِیْرًا (الاحزاب:35)۔ اور یاد رکھو اللہ کی آیات اور حکمت کو جن کی تمہارے گھروں میں تلاوت کی جاتی ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بہت باریک بین اور باخبر ہے۔

ان باتوں کو، قرآن کریم کے جو احکامات ہیں ان کو یاد کرنے کا حکم ہے۔ یہ آیات اور حکمت کی باتیں قرآن کریم میں جتنی بھی ہیں جن کی ہم اپنے گھروں میں تلاوت کرتے ہیں۔ قرآن کریم کاڑھے جاتے ہیں بڑے اہتمام سے رکھے بھی جاتے ہیں۔ تو تلاوت کی جائے تو تلاوت کا ثواب تو ہے لیکن اس کتاب کا حقیقی مقصد تب پورا ہوتا ہے۔ ان آیات کی تلاوت کرنے کا فائدہ تب ہوگا جب ان احکامات پر عمل بھی ہوگا اور اسی طرح اسوہ رسول ﷺ بھی ہمارے سامنے ہوگا اور یہ آیات اور حکمت کے موتی اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کی ہم کوشش کریں گے۔ ’’اللہ باریک بین اور باخبر ہے‘‘، یہ جو آخر میں فرمایا اور یہ کہہ کر ہمیں اس طرف توجہ دلائی کہ اللہ تعالیٰ جو ہمارے ظاہر و باطن سے باخبر ہے اسے کبھی دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔ وہ ہر چھوٹی سے چھوٹی نیکی کی بھی خبر رکھتا ہے اور ہر بُرائی کی بھی۔ پس اس عظیم رسول کی اس عظیم تعلیم کو جب تک اپنے پر لاگو کر کے ہم اپنی زندگیاں اس کے مطابق ہم ڈھالنے کی کوشش نہیں کریں گے حقیقی مومن کہلانے والے نہیں بن سکتے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پُرحکمت تعلیم کو سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

❁❁❁❁❁❁

خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی شکرانہ فنڈ

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ 2008ء میں جماعت خلافت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی کو عالمگیر سطح پر منانے کی تیاریاں کر رہی ہے۔ مرکزی کمیٹی خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی نے اس مبارک موقع پر شکرانہ کے طور پر دس لاکھ پاؤنڈ سٹرلنگ کی رقم حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی خدمت میں پیش کرنے کی تجویز دی تھی جسے حضور ایدہ اللہ نے منظور فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ سے وابستہ افراد جماعت احمدیہ عالمگیر کو خلافت کی عظیم الشان نعمت کا بھرپور احساس ہے۔ احباب کی یاددہانی کے لئے تحریر ہے کہ وہ انفرادی طور پر بھی اور جماعتی طور پر بھی اس شکرانہ فنڈ میں دلی محبت اور خلوص کے ساتھ حصہ لیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلافت کی برکات سے دائمی حصہ عطا فرمائے اور ہمیں اپنے شکرگزار بندوں میں شامل فرمائے۔

بقیہ:حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ از صفحہ نمبر 4

والوں کی گنتی کی تو معلوم ہوا کہ چار پانچ آدمی زیادہ آئے ہیں۔اس پر آپ نے حکم دیا کہ اسٹیشن سے اتنے ٹکٹ بٹالہ تا قادیان لائے جائیں۔چنانچہ ٹکٹ آنے پر ان کو اپنے ہاتھ سے پھاڑ دیا اور فرمایا چونکہ یہ دوست گاڑی پر سواری کر چکے ہیں اور محکمہ ریل نے پوچھا نہیں مگر سرکار کو اس کا حق ملنا چاہئے''۔

مکرم شیخ عبد القادر مربی سلسلہ فرماتے ہیں'' آپ اپنی یا ضرورت مندوں کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے بعض اوقات قرض بھی لے لیا کرتے تھے۔حضرت میر صاحبؓ کا یہ طریق تھا کہ آنحضرت ﷺ کی سنت کے مطابق قرض لے کر واپسی کے وقت کچھ روپیہ زیادہ دے دیا کرتے تھے۔بعض لوگ جو آپ کی اس عادت سے پوری طرح آگاہ تھے وہ اس موقعہ کی تاڑ میں رہتے تھے کہ حضرت میر صاحبؓ کو روپیہ کی ضرورت پیش آئے اور وہ روپیہ لاکر دے دیں۔کیونکہ ان کے نزدیک حضرت میر صاحب کو قرض دینا بھی روپیہ کو بڑھانے کا ایک ذریعہ تھا۔

توکّل علی اللہ

حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب فرماتے ہیں: 'حضرت میر صاحبؓ کے توکّل علی اللہ کی بے شمار مثالیں ہیں،ان کی ساری زندگی ہی متوکّلانہ تھی۔میں کبھی اس بات کو بھول نہیں سکتا کہ جب 1937ء میں فتنہ مستریاں زوروں پر تھا تو ان لوگوں نے ایک دو ناروا باتیں حضرت میر صاحبؓ کے متعلق بھی شائع کیں۔میں نے جوشِ غیرت میں حضرت میر صاحبؓ کے پاس جاکر ان باتوں کے لئے تردیدی بیان کی ضرورت ظاہر کی تا اسے شائع کر دیا جائے۔آپ نے فرمایا بہت اچھا میں کل جواب لکھ دوں گا۔دوسرے دن جب کہ آپ ابھی جامعہ احمدیہ سے واپس آرہے تھے میں گھر کے قریب مل گیا۔فرمانے لگے کہ میں ابھی اندر سے لکھ کر لاتا ہوں۔میرا خیال تھا کہ لمبا چوڑا بیان ہوگا مگر چند منٹ کے بعد آپ باہر آئے اور مجھے ایک کاغذ دے کر فرمایا کہ میرا یہی جواب ہے۔اس پر صرف یہ آیت تحریر تھی'' وَ اُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ'' نیچے دستخط تھے اور تاریخ درج تھی۔مجھے اس زمانہ کے جوشِ جوانی کے ماتحت اس پر تعجب ہوا مگر جب غور کیا تو اس سے بہتر جواب نہ تھا اور فی الواقع ثابت ہوگیا کہ جس طرح انہوں نے اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا تھا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے خود معاندین کو جواب دیا تھا''۔

شرفِ انسانیت

حافظ عبد العزیز صاحب مؤذن مسجد اقصیٰ قادیان جنہوں نے خود حضرت میر صاحبؓ کے الطافِ کریمانہ کا مشاہدہ کیا،بیان فرماتے ہیں'' ایک دفعہ یوم التبلیغ کے موقع پر حضرت میر صاحبؓ مدرسہ احمدیہ کے اساتذہ،طلباء اور دارالشیوخ کے یتامیٰ اور مساکین کے ہمرا موضع ننگل باغباناں میں تشریف لے گئے۔آپ نے سب ہمراہیوں کے لئے چنے بھنوا کر ان میں شکر ڈلوائی اور پلیٹوں میں تقسیم کرنے شروع کئے۔میں بھی اس وقت موجود تھا لیکن ذرا علیحدہ ہٹ کر کھڑا تھا کیونکہ میں ننگل کی ڈھاب کے گندے پانی اور کیچڑ میں گر پڑا تھا اور میرے کپڑے خراب اور بدبودار ہو گئے تھے اور طبعی طور پر دوسرے احباب مجھ سے نفرت محسوس کر رہے تھے۔حضرت میر صاحبؓ نے میری اس حالت کو دیکھا تو چنوں کی ایک پلیٹ اٹھا کر مجھے ساتھ لیا اور ایک طرف بیٹھ کر فرمانے لگے کہ عبدالعزیز!تمہیں کوئی اپنے ساتھ شامل نہیں کرتا،آؤ ہم دونوں مل کر کھائیں۔اپنی حالت کو دیکھ کر اور حضرت میر صاحبؓ کا مقام اور مشفقانہ سلوک دیکھ کر میری حالت عجیب تھی اور دوسرے لوگ بھی مجھ پر رشک کر رہے تھے''۔

شیخ عبد القادر صاحب مربی سلسلہ اپنے زمانہ طالب علمی کا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں'' ایک لڑکا قادیان میں آیا اور یہ ظاہر کیا کہ میں ایک ہندو گھرانے کا چشم و چراغ ہوں،جالندھر کا باشندہ ہوں اور میرا بھائی جالندھر میں بیرسٹر ہے۔میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔حضرت میر صاحب ناظر ضیافت تھے۔ایک ہندو اور پھر اعلیٰ خاندان کا فرد سمجھ کر آپ نے اس کی خوب خاطر مدارت کی۔اعلیٰ غذا اور عمدہ رہائش کا انتظام کیا۔جب دو اڑھائی ماہ گزر گئے تو پتہ چلا کہ اس لڑکے نے اپنا اعزاز قائم کروانے کے لئے اپنے آپ کو ہندو ظاہر کیا ہے ورنہ وہ ایک متوسط طبقہ کے مسلمان گھرانے کا فرد ہے۔آپ نے اسے اپنے پاس بلایا اور نہایت ہی نرمی،خلق اور محبت کے ساتھ اس پر یہ بات ظاہر کی کہ گو ہمیں اصل واقعہ کا علم ہوگیا ہے لیکن ہم آپ کے اعزاز میں کوئی کمی نہیں کریں گے۔آپ جس طریق پر یہاں رہائش پذیر ہیں اس طریق پر ہم آپ کو رکھیں گے۔آپ پہلے سے زیادہ ذوق اور شوق کے ساتھ دینی کتب کا مطالعہ کریں اور ہرگز اس امر کو محسوس نہ کریں کہ آپ سے غلطی سرزد ہوگئی ہے۔انسان کمزور ہے غلطی کر بیٹھتا ہے۔غرضیکہ اسے بہت تسلّی اور تشفّی دی اور ملازموں کو بھی ہدایت کر دی کہ ان کا اعزاز بدستور قائم رہے۔لیکن وہ بہت ہی شریف النفس اور شرمیلا لڑکا تھا ایک دو دن کے بعد ہی وہ ندامت اور شرمندگی کی وجہ سے وہاں سے روپوش ہوگیا۔لیکن حضرت میر صاحبؓ کے اخلاقِ حسنہ اور شریفانہ برتاؤ کا اس پر ایسا اثر تھا کہ احمدیت اس کے رگ و ریشہ میں سرایت کر گئی اور وہ احمدیت کا والا و شیدا ہوگیا۔میں نے اسے دیکھا کہ وہ جلسہ سالانہ اور دوسری اہم تقریبات پر ہمیشہ مرکز میں آتا مگر مفلر یا رومال سے منہ کو اکثر لپیٹے رکھتا اور جب گھر واپس جاتا تو تبلیغ احمدیت میں ہمہ تن مصروف ہو جاتا۔مجھے پتہ چلا کہ بعض اچھے اچھے لوگوں نے اس کے ذریعہ بیعت کی''۔

مناظرہ میں کمال

حضرت میر صاحبؓ کو مناظرہ کرنے میں خدا داد کمال حاصل تھا حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں'' حضرت میر محمد اسحاق صاحب کی عقل نہایت درجہ تیز اور دل و دماغ کی طاقتیں انتہائی طور پر روشن تھیں۔مناظرہ میں ان کو یہ کمال حاصل تھا کہ اپنی نوجوانی میں بھی جہان دیدہ اور کہنہ مشق مخالفوں کو چند منٹ میں خاموش کرا کے رکھ دیتے۔1918ء میں جب کہ وہ ابھی بالکل نوجوان تھے،حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے انہیں بمبئی میں تبلیغ کے لئے بھیجا اور اس سفر میں یہ خاکسار بھی ان کے ساتھ تھا۔وہاں ایک بڑے جہاندیدہ بوڑھے پادری نے غیر احمدی مسلمانوں کا ناطقہ بند کر رکھا تھا لیکن جب حضرت میر محمد اسحاق صاحب کا اس کے ساتھ مناظرہ ہوا تو ان کے سامنے یہ خرانٹ پادری ایک طفلِ مکتب نظر آتا تھا۔مسلمان نوجوانوں نے خوش ہو کر حضرت میر محمد اسحاق صاحب کو گویا اپنے ہاتھوں میں اٹھا لیا''۔

حضرت مولانا ابو العطاء صاحب آپ کے مناظروں کے متعلق بیان فرماتے ہیں'' آپ ہمیشہ مدلل اور مختصر بات کرتے تھے۔چونکہ سوچ سمجھ کر اور باموقعہ بات کرتے تھے اس لئے حرفِ آخر کا حکم حاصل ہوتا تھا۔میں نے ان کے بعض مناظرات بھی سنے اور اکثر دفعہ ان کی صدارت میں خود بھی مناظرات اور تقاریر کی ہیں۔وہ ہر موقعہ پر لاجواب بات کرتے تھے۔ایک دفعہ ایک سناتنی پنڈت سے مناظرہ تھا۔اس پنڈت نے پہلی تقریر سنسکرت اور ملی جلی ہندی میں کی۔ہم حیران تھے کہ اب کیا ہوگا۔حضرت میر صاحب سارا وقت خاموشی سے تقریر سنتے رہے اور جب آپ کا وقت شروع ہوا تو کھڑے ہو کر نہایت متانت سے عربی میں تقریر شروع فرما دی۔سارے ہندو اور آریہ منہ تک رہے تھے۔ان کے صدر نے کہا کہ حضرت آپ کی تقریر کو ہم نہیں سمجھ سکتے۔آپ نے فرمایا وَنَحْنُ کَذٰلِکْ۔(یعنی اسی طرح ہم بھی تمہاری تقریر سمجھ نہیں سکے) آخر قرار پایا کہ اردو میں تقاریر ہوں۔چنانچہ آرام سے نہایت کامیاب مناظرہ ہوا۔حضرت میر صاحب کا یہ اقدام نہایت ہی پر لطف تھا''۔

شب و روز کے معمولات

مکرم عبد الطیف شاہد صاحب نے آپؓ کے شب و روز کے مشاغل کے متعلق تحریر فرمایا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کس قدر عدیم الفرصت انسان تھے اور کس طرح ساری زندگی وقف کی سچی روح کے ساتھ گذار دی۔آپ لکھتے ہیں'' حضرت میر صاحب ازحد مصروف الاوقات انسان تھے اور ہمہ صفات حسنہ و اخلاقِ مرضیہ سے متصف۔آپ کے شب و روز کے مشاغل جو ہم نے پچیس سال تک دیکھے اس سے ہم یہی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ آپ فانی فی اللہ انسان تھے۔علی الصبح متعلقین،مہمانوں اور طلباء کو نمازِ فجر کے لئے تحریک کر کے لے جانا،نماز کے بعد درسِ حدیث دینا،واپس آکر لنگر خانہ اور دارالشیوخ کا جائزہ لینا،چاشت کے وقت مدرسہ احمدیہ اور جامعہ احمدیہ میں تعلیم اور نگرانی کی ڈیوٹی علی الدوام کرنا،پھر ظہر کی نماز کے بعد انجمن کے کاموں میں حصہ لینا،اپنے اہل و عیال کی تعلیمی و تربیتی ذمہ داریوں کو ادا کرنا،کسی جلسہ یا تعلیمی و تبلیغی میٹنگ میں مصروفیت،مہمانوں کی آؤ بھگت اور خبر گیری،ملازمینِ لنگر خانہ اور دارالشیوخ کی نگرانی اور مناسب ہدایات،قاضی سلسلہ کی حیثیت سے لمبا وقت ہر روز صرف کرنا،سلسلہ کے ہنگامی کاموں اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی طرف سے عائد کردہ خدمات ادا کرنا،اخبارات اور رسائل کے لئے مضامین لکھنا،رشتہ داروں کی ضروریات اور حوائج اور ضرورت مند افراد اور محتاج اور غریب و یتامیٰ،بیوگان اور مساکین کی خبر گیری کرنا،یہ اور اسی قسم کے دوسرے چھوٹے موٹے کام جو حقوق اللہ اور حقوق العباد سے تعلق رکھتے ہیں جب بھی ہم نے دیکھا آپ کو ان کی ادائیگی میں ہی مصروف پایا۔آپ کا بارعب باوقار ہنس مکھ چہرہ ملنے والوں میں ادب و احترام اور محبت و موانست کے جذبات یکساں طور پر پیدا کرتا تھا۔الغرض آپ کا وجود آپ کے زمانہ کے احمدی مردوں،عورتوں،بوڑھوں،جوانوں اور بچوں کے لئے باعثِ صد رحمت تھا اور جو باقیات الصالحات اپنی تصانیفِ عالیہ اور مضامینِ مفیدہ نیز شاگردوں کے رنگ میں چھوڑ گئے ہیں وہ قیامت تک آپ کے لئے انشاء اللہ صدقہ جاریہ بنی رہیں گی۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کی اولاد در اولاد کو بھی آپ کے رنگ میں رنگین بنائے اور اسلام و احمدیت کی بیش تر خدمات کی توفیق بخشے،آمین''۔

تعزیت نامہ

حضرت میر صاحبؓ کی وفات کے متعلق حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے ایک واقعہ تحریر فرمایا'' افسوس کہ حضرت میر صاحب کی عمر نے زیادہ وفا نہیں کی اور وہ چوّن سال کی عمر میں ہی جو ایک طرح سے گویا جوانی کی عمر ہے جماعت کو داغِ مفارقت دے گئے۔ان کی وفات سے تعلق رکھنے والا ایک واقعہ مجھے نہیں بھولتا۔جب حضرت میر صاحب اپنے بچپن کے زمانہ میں ایک دفعہ بیمار ہوئے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعا کرنے پر حضورؑ کو ان کے متعلق قرآنی آیت کے الفاظ میں یہ الہام ہوا تھا کہ سَلَامٌ قَوْلاً مِنْ رب رحیم۔اور وہ اس خدائی بشارت کے ماتحت اُس وقت صحت یاب ہو گئے لیکن جب ان کی مقدر اجل آگئی تو یہ عجیب توارد ہے بلکہ غیر معمولی تصّرف الٰہی کہ ان کے پہلو میں یٰسین پڑھنے والے دوست (غالبًا حافظ محمد رمضان صاحب ہی تھے) جب اس آیت پر پہنچے کہ سَلَامٌ قَوْلاً مِنْ رب رحیم تو عین اُس وقت حضرت میر صاحب نے خدائی آواز پر لبیک کہا اور اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔گویا یہی قرآنی آیت بچپن کے زمانہ میں میر صاحبؓ کی دنیوی زندگی کی بشارت بنی اور اجلِ مقدر کے وقت اُخروی زندگی کی بشارت بن گئی۔اُن کی وفات پر جماعت کا غریب طبقہ اور خصوصاً دارالشیوخ اور مدرسہ احمدیہ کے

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

طلبہ کا طبقہ اس طرح بلک بلک کر روتا تھا کہ گویا وہ سچ مچ یتیم ہوگیا ہے"۔

حضرت میر صاحبؓ کی وفات پر بہت سے مضامین اور تعزیت کے خطوط لکھے گئے ان میں تعزیت کا ایک خط جو حضرت حافظ مختار احمد صاحبؓ شاہجہانپوری نے آپ کے صاحبزادہ مکرم سیّد داؤد احمد صاحب کو تحریر فرمایا وہ ان کی سیرت کی خوب عکاسی کرتا ہے "میاں آپ کے تو والد اور مجموعہ اوصافِ حمیدہ و محاسنِ پسندیدہ والدِ ماجد نے وفات پائی ہے۔ ان کا بابرکت سایہ سر سے اٹھ جانا جتنا بھی موجبِ صدمہ و اندوہ بنے کم ہے۔ لیکن ان کی وفات کا صدمہ ان کی اولاد اور ان کے قریبی رشتہ داروں تک ہی محدود نہیں بلکہ دنیاء احمدیت اس صدمہ جانکاہ میں شریک ہے اور اس میں ایسے افراد بھی تھوڑے نہیں جو یہ خیال کرتے ہوں گے کہ اس حادثۂ ہولناک کا صدمہ سب سے بڑھ کر انہیں کو ہوا ہے۔

بہت سے بچے اور نوجوان ان کی وفات سے یتیم اور بہت سی بیوہ خواتین دوبارہ بے والی ہوئی ہیں۔ بہت سی مخلوق کو ایک سچّے مربی، سچّے خیر خواہ اور سچّے ہم درد سے محروم ہونا پڑا ہے۔ بہن بھائی کا بے مثل بھائی، بھانجوں بھتیجوں اور بھانجیوں بھتیجیوں کا بے نظیر ماموں اور چچا ان سے جدا ہوا ہے۔ بالآخر یہ کہ سیّدنا حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن کے عظیم المرتبت معتمد سے دنیا خالی ہوئی ہے۔

حضرت میر صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا فوت ہو جانا کسی خاص فرد یا پانچ سات دس بیس افراد کا نقصان نہیں بلکہ تمام سلسلہ احمدیہ کا نقصانِ عظیم ہے۔ وہ یتیموں کے ملجاء و ماویٰ تھے۔ وہ مسکینوں اور محتاجوں کے ہمدرد و دستگیر تھے۔ وہ علوم دینی کے بحر زخار تھے۔ وہ حقائق و معارف کے دریائے ناپیدا کنار تھے۔ وہ خطیب فصیح اللّسان و عذب البیان تھے۔ وہ مناظرِ یکتا و بے ہمتا تھے۔ محراب و منبر کی ان سے زینت تھی اور کثیر خلقِ خدا کو ان سے راحت۔ وہ شیداء قرآن و حدیث اور عاشق خدا و رسولؐ تھے۔ وہ آیاتِ الٰہیہ میں سے ایک بہت منور آیت تھے اور سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے عظیم الشان حجت۔ دل ان کے دردِ فراق سے بے قرار ہیں اور آنکھیں اشکبار"۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ان کی وفات پر ایک خطاب میں انہیں خراجِ تحسین ان الفاظ میں پیش کیا "حضرت میر محمد اسحاق صاحب رضی اللہ عنہٗ خدماتِ سلسلہ کے لحاظ سے غیر معمولی وجود تھے۔ درحقیقت میرے بعد علمی لحاظ سے جماعت کا فکر انہی کو رہتا تھا۔ وہ رات دن قرآن و حدیث پڑھانے میں لگے رہتے تھے۔ زندگی کے آخری دور میں وہ کئی بار موت کے منہ سے بچے کیونکہ جلسہ سالانہ پر وہ اس طرح اندھا دھند کام کرتے تھے کہ کئی بار ان پر نمونیہ نے حملہ کیا۔ میر صاحب کی وفات سلسلہ کا نقصان ہے اور اتنا بڑا نقصان ہے کہ بظاہر یہی نظر آتا ہے اس نقصان کا پورا کرنا آسان نہیں۔ مولوی عبد الکریم صاحب مرحومؓ اس طرز کے تھے۔ ان کے بعد حافظ روشن علی صاحب اور تیسرے میر محمد اسحاق صاحبؓ اس رنگ میں رنگین تھے"۔ (الفضل 19 مارچ 1944ء)

جماعت احمدیہ ناروے کا ایک مثالی وقارِ عمل

(رپورٹ: افتخار حسین اظہر نیشنل جنرل سیکریٹری۔ ناروے)

(مورخہ یکم جنوری 2008ء بمقام فروگنر پارک اوسلو)

آج جب نئے سال کا آغاز ہو چکا ہے اور اس کے آغاز سے قبل ہی آتش بازی کے جشن اس طرح منائے جاتے ہیں کہ گویا آتش فشائی نظارے پیش کرتے ہیں۔ اس قدر بھاری مقدار میں گولہ بارود استعمال ہوتا ہے جو مکینوں کے دل ہلانے کے ساتھ ساتھ مکانوں کو بھی ہلا دیتے ہیں۔ 2008ء کے نئے سال میں جشن منانے سے قبل اس کے منانے والے کاش 2007ء کا تجزیہ کر لیتے کہ کتنے لوگ عراق، سری لنکا، افغانستان، انڈونیشیا، بنگلہ دیش، پاکستان، فلسطین، کینیا حتیٰ کہ امریکن ریاستوں میں بھی انسان لقمہ اجل بنے۔ یہ سب انسان جنگوں، زلزلوں اور طوفانوں کی نظر ہوئے اور خوبصورت شہر کھنڈرات میں تبدیل ہوگئے۔ یہ سب کچھ بھلا کر جشن سال نو تو منایا جا رہا ہے۔ لیکن انسانوں کا ایک صغیر مگر اپنے کارناموں کی وجہ سے کبیر گروہ جو جماعت احمدیہ عالمگیر کے نام سے موسوم ہے اور جو اپنے آقا و مولیٰ خیر الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰؐ کے غلام امامِ دوران کے خلیفۂ وقت کے متعین کردہ راستوں پر گامزن ہوتے ہوئے منزل کی طرف رواں دواں ہے۔ اس تمہید کے بعد جماعت احمدیہ ناروے کا جشن سال جو ایک انوکھے انداز سے منایا گیا قارئین کی نظر ہے۔

نیشنل امیر ناروے مکرم زرتشت منیر احمد خان صاحب کی ہدایات کے تحت صدر صاحب خدام الاحمدیہ عبدالمنعم ناصر صاحب نے دیگر کارکنان، منتظمین کے ساتھ 31/دسمبر 2007ء کو مسجد نور میں قیام فرمایا۔ باجماعت نمازِ تہجد مکرم مربی سلسلہ نے پڑھائی اور اس طرح سال نو کا آغاز کیا۔ اپنی تمام کوتاہیوں پر خدا کے حضور اقرار کرتے ہوئے توبہ اور استغفار کیا گیا۔ ندامت کے آنسوؤں سے عصیان کے غازے کو دھونے کے لئے متضرعانہ دعائیں کی گئیں۔ دنیا کے انسان تو سال نو سے قبل ہی اپنی نفع نقصان کا جائزہ لیتے ہیں لیکن جماعت احمدیہ مادی سود و زیاں کا نہیں بلکہ روحانی، مذہبی اخلاقی اور معاشرتی اعمال کا جائزہ لیتی ہے کہ احمدیت نے گزشتہ سال دنیا کو کیا دیا اور آنے والے سال میں کیا دے گی۔ نمازِ فجر کے بعد مربی سلسلہ مکرم چوہدری شاہد محمود کاہلوں صاحب نے ایک مختصر مگر جامع درس دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ سال تو ہماری خوشی کو اس طرح بھی دوبالا کر دیتا ہے کہ یہ سال 2008ء خلافت احمدیہ کی جوبلی کا سال ہے۔ خداتعالیٰ نے جماعت کو ایک سو سال قبل اس عظیم نعمت سے نوازا۔ سورۃ نور کی آیات بطور پیشگوئی بھی ہم پر پوری ہوئیں الحمدللہ علی ذالک۔ مکرم مربی صاحب نے احباب جماعت کو نصیحت کی کہ آج ہم سب کم از کم ایک کمزوری، بُری عادت یا سُستی کو دور کرنے کا عہد کریں۔ درس کے بعد مکرم امیر صاحب نے دعا کروائی۔ اس کے بعد مکرم صدر صاحب خدام الاحمدیہ عبدالمنعم ناصر نے وقارِ عمل کا پروگرام بتایا کہ ناشتہ کے بعد مین گیٹ پر ہم اکٹھے ہو کر امیر صاحب کے ساتھ مقامِ وقارِ عمل 'فروگنر پارک' جائیں گے۔

پارک شہر کے اندر ہی واقع ہے لہذا یہاں پر سال نو کا جشن منانے کے لئے آتشبازی اور گولہ بارود کافی مقدر میں استعمال کیا جاتا ہے۔ جس سے خوبصورت پارک کا چہرہ بدنما ہو جاتا ہے۔ پارک کے مین گیٹ کے اندر کھلی جگہ پر مکرم امیر صاحب نے وقارِ عمل کے لئے 3 گروپ تشکیل دیئے اور وقارِ عمل میں مکرم امیر صاحب اور مکرم مربی صاحب نے عملی طور پر حصہ لیا۔ علاوہ ازیں نیشنل مجلس عاملہ کے ممبران، صدر صاحب خدام الاحمدیہ اور ان کی عاملہ کے ممبران اور مقامی جماعت کے صدران اور کارکنان اور چند اطفال نے بھی حصہ لیا۔ محکمہ صفائی والے تشریف لائے اور پلاسٹک بیگز، دستانے اور دیگر ضروری اشیاء مہیا کیں۔ اس موقع پر NRK ریڈیو کے نمائندہ اور ایک مقامی اخبار Akers Avis کے نمائندہ بھی تشریف لائے۔ جنہوں نے احباب جماعت کے انٹرویوز لئے اور تصویریں بھی لیں۔ صبح اس پارک میں سیر کے لئے آنے والے ایک دو نارویجین لوگوں نے سوال کئے کہ آپ کون لوگ ہیں اور یہ کیا کر رہے ہیں۔ ان کو بتایا گیا کہ ہم کون ہیں اور کیوں کرتے ہیں۔ کارکنانِ کی تعداد تقریباً 80 تھی۔ وقارِ عمل تقریباً ایک گھنٹہ میں ختم ہوگیا۔

اس دفعہ ہولملیا جماعت نے مکرم امیر صاحب کی اجازت سے اپنے مضافاتی علاقے میں وقارِ عمل کیا۔ وہاں کونسل کی ایک خاتون ممبر نے اس کام کو بہت سراہا اور کہا کہ سوسائٹی میں ایسے کام بہت مستحسن نظر سے دیکھے جاتے ہیں 22 احباب جماعت نے شرکت کی۔

پروگرام کے آخر پر مکرم امیر صاحب نے تمام احباب کا شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے نئے سال کا آغاز بھرپور اور خوبصورت انداز سے کیا۔ آپ نے اختتامی دعا کروائی۔ وقارِ عمل خدا کے فضل بہت کامیاب رہا اور خداتعالیٰ سے اُمید ہے کہ یہ کام نارویجین سوسائٹی میں جماعتی وقار کو بلند کرے گا۔ اور مضبوط عوامی روابط کا باعث بھی ہوگا۔ (انشاءاللہ)

ساؤتھ ویلز (UK) کے ایک گاؤں میں کامیاب تبلیغی پروگرام

جماعت احمدیہ سوانزی کے قیام کو ابھی چند برس ہی ہوئے ہیں لیکن بفضلہٖ تعالیٰ اس جماعت کے دوستوں نے تبلیغی میدان میں اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے اپنے ماحول میں اسلام اور احمدیت کی حسین تعلیم دوسروں تک احسن رنگ میں پہنچانے کے لئے ہر موقع سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہے۔ ماشاءاللہ ان کے تبلیغی روابط اب دوطرفہ ہوگئے ہیں یعنی اب دوسرے مذاہب کے لوگ بھی انہیں اپنے پروگراموں میں دعوت دیتے ہیں۔

مورخہ 20 نومبر 2007ء کو سوانزی کے ایک قریبی گاؤں بگلان کی MENS SOCIETY OF BAGLAN نے اپنی پچاسویں سالگرہ کے موقعہ پر اپنی سوسائٹی کے اراکین کو مذہب اسلام کی تعلیم سے آگاہی کروانے اور موجودہ حالات کے تناظر میں اسلامی نقطہ نظر جاننے کے لئے ایک پروگرام منعقد کیا۔ اس روز باوجود شدید خراب موسم کے ان کے 25 میں سے 24 ارکان حاضر تھے۔ سات بجے شام سوسائٹی کے صدر نے پروگرام کی غرض و غایت اور مہمان مقرر مولانا مبارک احمد بسرا صاحب ریجنل مشنری ساؤتھ ویسٹ کا تعارف کروانے کے بعد محترم مولانا صاحب اور آپ کے ساتھ آنے والے احباب جماعت کو خوش آمدید کہا۔ مکرم مربی صاحب نے تشہد تعوذ کے بعد نہایت سلیس انداز میں سب سے پہلے مختصراً خدا تعالیٰ اور انبیاء علیہم السلام کے بارہ میں اسلام کا نظریہ اور عقائد پیش کئے اور بعد ازاں یہودیت، عیسائیت سمیت تمام قدیم اور بڑے مذاہب کو اسلام کا ہی پیشرو قرار دیا اور اس تعلق میں مسلمانوں کے لئے گزشتہ انبیاء اور کتب پر ایمان لانے کے عمل کو ایک ٹھوس دلیل کے طور پر پیش کیا۔ آپ نے دیگر ارکان اسلام کا بھی مختصراً تعارف کرواتے ہوئے خالق و مخلوق کے ازلی تعلق کو واضح کیا۔ نیز تقدیر اور روز آخرت پر ایمان کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے اسے انسان کی روحانی اور دینی زندگی کے لئے ایک بنیاد قرار دیا۔ اس کے بعد آپ نے ارکان اسلام کا جامع مگر آسان فہم تعارف پیش کیا جس سے نہ صرف حاضرین کو مسلمانوں کے اعتقادات بلکہ ان کی عبادات کا بھی کافی تعارف حاصل ہوگیا۔

مکرم مربی صاحب کا خطاب پچاس منٹ جاری رہا۔ اس کے بعد وقفہ برائے ریفریشمنٹ ہوا جس کے دوران تمام احباب جماعت اپنے میزبانوں سے گھل مل گئے اور اسلام اور احمدیت کے موضوع پر تبادلہ خیال کرتے رہے۔ بعد ازاں سوال و جواب کا دور شروع ہوا جو چالیس منٹ جاری رہا۔ حاضرین میں سوال کرنے کے لئے جوش و خروش نمایاں تھا۔ پنجوقتہ نماز کی ادائیگی، روزہ کی عبادت، عورتوں کے حقوق اور ان کی آزادی، سودی نظام وغیرہ کے بارے میں بھی سوالات کئے گئے۔ نیز آجکل کے حالات کی روشنی میں جہاد کے متعلق بھی اسلام اور احمدیت کی تعلیم کی وضاحت پیش کی گئی۔ آخر میں ایک دوست کے سوال پر مکرم مربی صاحب نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کے دعاوی اور جماعت کے بارے میں بتایا۔ اس کے علاوہ ہیومینیٹی فرسٹ کے بارے میں بھی حاضرین کی معلومات میں اضافہ کیا۔

آخر میں صدر مجلس نے مکرم مربی صاحب اور احباب جماعت کا اپنی اور اپنے ساتھیوں کی طرف سے تہہ دل سے شکریہ ادا کیا اور اس یقین کا اظہار کیا کہ آج کے اس پروگرام سے ہم نے اسلام کے بارے میں بہت سی نئی معلومات حاصل کیں جو یقیناً ہمارے لئے فائدہ مند ثابت ہوں گی۔

(رپورٹ: محمود علی مرزا صدر جماعت سوانزی یوکے)

خدمت خلق اور مستعد رہنے کے لئے

سائیکل سواری کی تحریک

سب سے اچھی ورزش سائیکل چلانا ہے۔ خاص طور پر بڑھاپے کی عمر میں۔

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے مجلس مشاورت
31 مارچ 1973ء کے موقع پر مبارک ارشادات)

بہادرانہ کارنامے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا:۔

مَیں نے پچھلے دنوں چین کی ایک فلم ٹی وی پر دیکھی۔ انہوں نے اپنے ہاتھوں سے پہاڑوں کے اوپر ایک نہر کھودی اور وہ ٹیلیویژن پر دکھائی گئی۔ میرا دل چاہتا ہے اس کا انتظام کرکے جماعتوں کو دکھائی جائے کہ کس طرح نوجوان لڑکیوں نے کمر پر رسے باندھ کر خود کو عمودی پہاڑ سے دو دو سو گز نیچے لٹکا دیا ہے وہ اپنے پاؤں چٹان پر مارتی ہیں اور پیچھے ہٹ جاتی ہیں لوہے کے ڈنڈے کے ساتھ چٹان کا تھوڑا تھوڑا حصہ اڑا دیتی ہیں۔ چنانچہ کئی سالوں کی محنت کے بعد بالآخر ایسے پہاڑی علاقہ میں نہر لے کر چلے گئے جہاں بیچ میں بڑے بڑے پہاڑ آتے تھے۔ وہ اپنے مادی کھیتوں کو سیراب کرنے کے لئے اگر اتنی قربانی دے سکتے ہیں تو جماعت احمدیہ اپنے روحانی کھیتوں کو سیراب کرنے کے لئے اس سے کم قربانی پر کس طرح قناعت کر سکتی ہے۔ ہمیں اس سے زیادہ قربانی دینی چاہئے۔ ہماری جماعت تو ان سے کئی گنا زیادہ قربانی دینے والی ہونی چاہئے۔ اسی لئے میں سوچتا رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کوئی ایسی تجویز میرے ذہن میں ڈال دے، جس کے نتیجہ میں جماعت ہر وقت حرکت میں رہے اور کسی دم غافل نہ ہو۔ چنانچہ یہی سوچتے ہوئے اور دعائیں کرتے ہوئے پچھلے دنوں مجھے خیال آیا کہ سائیکل چلانا صحت کے لئے بڑا اچھا ہے۔ پھر اتفاقاً نیشنل جغرافی میں بھی ایک مضمون میں مَیں نے پڑھا کہ تین علاقوں میں لوگوں کی عمریں بہت لمبی ہوتی ہیں۔ ان تین علاقوں میں دو مسلمانوں کے علاقے ہیں۔ ایک ہمارے پاکستان کا ہنزہ کا علاقہ، دوسرے مسلمانوں کا وہ علاقہ جو اب روس کے تسلط میں ہے جسے روسی زبان میں جارجیا کی سٹیٹ کہتے ہیں اور اس میں مسلمان آباد ہیں اور تیسرے ساؤتھ امریکہ کا ایک علاقہ ہے۔ ان علاقوں میں بسنے والوں کی عمریں غیر معمولی لمبی ہوتی ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے جو شخص نیکی کے کام کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی عمر میں برکت ڈالتا ہے یہ تو ایک لمبا مضمون ہے اس کی گہرائی اور وسعت میں مَیں اس وقت جا نہیں سکتا تاہم جن علاقوں کا میں نے ذکر کیا ہے ان میں بیسیوں آدمی ایسے ہیں جن کی عمر 110 سے 130 سال تک ہے اور وہ فعال زندگی گزار رہے ہیں اور ہزار ہا اسّی (80) سال سے بڑے ہیں اور پوری طرح اپنے کام کاج میں مشغول ہیں۔ حتیٰ کہ 120 سال کی بوڑھی عورت اپنے باغ میں ترکاریاں اگاتی ہے۔

عمریں کیوں زیادہ ہیں

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان کی عمریں کیوں زیادہ ہیں اس لئے کہ ایک تو وہ کام کرتے ہیں اور کسی صورت میں کام نہیں چھوڑتے۔ آجکل کی دنیا میں سرمایہ دار قومیں بوڑھی ہو جاتی ہیں اور پھر وہ اپنے اوپر ایک وبال جان بڑھاپا وارد کر لیتے ہیں جو قوم کے لئے بھی وبال جان بن جاتا ہے۔

دوسرے یہ کہ وہ وقت پر ورزش کرتے ہیں گو خود کام کرنا بھی ایک قسم کی ورزش ہے لیکن اس سے صحیح ورزش نہیں ہوتی۔ اس لئے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ سائیکل سب سے اچھی ورزش ہے خاص طور پر بڑھاپے کے لئے۔

تیسرے نبی اکرم ﷺ کے اس ارشاد کے مطابق کہ کافر سات آنتوں سے کھاتا ہے اور مومن ایک آنت سے کھاتا ہے مضمون نگار نے تینوں جگہ لوگوں کے کھانے کا بغور جائزہ لیا ہے اس نے لکھا امریکن ڈاکٹروں نے لوگوں کو یہ مشورہ دیا ہے کہ روزانہ 2400 کیلری متوازن غذا استعمال کرو لیکن عام طور پر امریکن 2400 کی بجائے 3300 کیلری غذا استعمال کرتے ہیں لیکن ڈاکٹروں نے جو مشورہ دیا ہے اس سے قریباً 30 فیصد زیادہ کھاتے ہیں۔ جن علاقوں میں عمریں زیادہ بتائی جاتی ہیں ان کی روزانہ 13-14 سو کیلری غذا ہے۔ 3300 کے مقابلہ میں 1400 کیلری کھاتے ہیں اور امریکہ میں 60 سال اوسط عمر کے مقابلہ میں ان کی اوسط عمر 80-90 سال ہے اور یہ کم خوری کا نتیجہ ہے گویا اس غیر مسلم کی تحقیق میں حضرت نبی اکرم ﷺ کے ارشادات اور (اسلامی) تعلیم کی حقانیت کے ثبوت کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی قلم سے یہ دلچسپ باتیں نکلوائیں۔ پس زیادہ کھانے سے انسان کی نہ صحت اچھی ہوتی ہے نہ عمر بڑھتی ہے البتہ کم کھانے سے انسان کی صحت بھی اچھی رہتی ہے اور عمر بھی بڑھتی ہے۔ جہاں تک کھانے کا تعلق ہے میں نے کئی مرتبہ بتایا ہے کہ کھانے کی اتنی اہمیت نہیں جتنی کھانا ہضم کرنے کی ہے۔ دیکھیں ہمارے زمیندار دوست کتنے صحت مند ہوتے ہیں گو ہمارا ملک خدا کے فضل سے بڑی ترقی کر گیا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اب بھی دیہاتوں میں 50 فیصد سے زیادہ زمیندار دوست ایسے بھی ہیں جو روکھی سوکھی روٹی لسی کے ساتھ یا سبز مرچ کی چٹنی یا گڑ کی ڈلی کے ساتھ کھا لیتے ہیں۔

زمینداروں کا مطالعہ

میری عادت ہے جب کبھی میں سیر یا شکار کے لئے باہر نکلوں (اب تو بہت ہی کم وقت ملتا ہے۔ پہلے شکار کے لئے ہم سال میں سات آٹھ دفعہ باہر جایا کرتے تھے) بہرحال اب بھی پہلے کی طرح جہاں مجھے کوئی زمیندار کھیتوں میں کھانا کھاتے یا کھانے کی تیاری کرتے ملتا ہے تو میں اس کے پاس جا کر السلام علیکم کہہ کر بیٹھ جاتا ہوں اور کہتا ہوں کہ میں آپ کا مہمان ہوں مجھے بھی کھانے میں شریک کریں تو وہ بڑے تپاک سے دعوت دیتا ہے لیکن میں اس کے کھانے سے ایک لقمہ لیتا ہوں صرف یہ دیکھنے کے لئے کہ یہ کھاتا کیا ہے۔ اس کا جسم ماشاء اللہ تنومند ہے حالانکہ وہ دن رات اپنے کھیتوں میں کام کر رہا ہوتا ہے اور اسے دیکھ کر مجھے بڑا لطف آتا ہے۔

ایک مرتبہ ہم ربوہ سے 25 یا 30 میل دور ایک جگہ پہنچے سردیوں کے دن تھے۔ سورج نکلے ابھی بمشکل نصف گھنٹہ ہوا تھا یہاں ہم نے پڑاؤ کرنا تھا ہم نے دیکھا کہ ایک دیہاتی دوست ساری رات کنواں چلا چلا کر تھکا ہوا تھا اس کی بیوی اس کے لئے کھانا لے کر آئی اس نے بیلوں کو کھڑا کیا اور ہاتھ منہ دھویا اور زمین پر اکڑوں بیٹھ گیا۔ بیوی نے اس کے سامنے بڑے پیار سے ایک رومال بچھایا اور کھانا رکھا۔ میں بھی اس کے پاس چلا گیا اور کہا تمہارے ہاں مہمان آئے ہوئے ہیں کہنے لگا آئیں بیٹھیں بڑی خوشی کی بات ہے۔ چنانچہ بڑی شرافت اور بڑے پیار کے ساتھ اس نے مجھے کھانے کی دعوت دی۔ اس کے سامنے بڑی اچھی باجرے کی روغنی موٹی سی روٹی تھی۔ میں نے ایک لقمہ لیا اور منہ میں ڈال لیا اس کے ساتھ مرچوں کی چٹنی تھی۔ میں مرچیں کھاتا نہیں۔ وہ سمجھا کہ مَیں تکلف کر رہا ہوں کہنے لگا مرچ کے ساتھ لگا کر کھائیں بڑا مزہ آئے گا۔ مَیں نے کہا نہیں یہ تو میرے لئے مشکل ہے مجھے معاف کر دو۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اتنی موٹی اور وہ بھی باجرے کی روٹی کھاتا ہے مگر چونکہ وہ کام کرتا ہے اس لئے روٹی ہضم ہو جاتی ہے گو اس کی غذا اچھی نہیں ڈاکٹر دیکھے تو اس کاغذی اصولوں کے مطابق کہے گا کہ یہ غیر متوازن غذا کھا رہا ہے یہ بیمار ہے یا بیمار ہو جائے گا۔ مگر اس نے وٹامن اور پروٹین اور نمکیات وغیرہ باجرے کی روٹی اور خالص گھی سے حاصل کئے اس لئے اتنی سادہ غذا کے باوجود زمینداروں کی صحت بہت اچھی ہوتی ہے۔

اس کے برعکس شہری زندگی ملاحظہ فرمائیں میں نے کسی امریکن رسالہ میں پڑھا ہے کہ کچھ امریکن شکار پر گئے اور فی کس پکا دو سیر گوشت روزانہ کے لئے ساتھ لے کر گئے۔ کجا یہ اور کجا ہمارے زمیندار دوست جو قصبوں سے دور رہتے ہیں میرا خیال ہے کہ پندرہ دن یا مہینے میں اگر گاؤں میں کوئی گائے یا بچھڑا ذبح ہو جائے تو حسب توفیق تھوڑا بہت گوشت کھا لیتے ہیں۔ جبکہ ہمارے گھروں میں ہر روز (بعض لوگ کہتے ہیں کہ تم گوشت خور ہو اس لئے گاؤٹ ہو گیا حالانکہ) اوسطاً ایک اونس یا کبھی دو اونس فی کس گوشت پکتا ہے گویا کم کھانا، کام نہ چھوڑنا اور ورزش کرنا ضروری ہے۔

جماعت کا بوجھ

چونکہ مجھے اپنی ذمہ داری کے پیش نظر ہمیشہ خیال رہتا ہے (نامعلوم آپ محسوس کرتے ہیں یا نہیں لیکن میں تو محسوس کرتا ہوں) کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کے کندھوں پر ایسا بوجھ ڈالا ہے کہ.......... انسانی تاریخ میں کسی اور جماعت پر اتنا بوجھ نہیں ڈالا گیا۔ ساری دنیا میں اسلام کو غالب کرنا کوئی معمولی کام نہیں ہے یہ اور اس قسم کی دوسری ذمہ داریاں ایسی نہیں کہ عام طور پر ہنس کر یا ایک دوسرے سے مذاق کر کے اور تمسخر سے دن گزار کر ان کا بوجھ اٹھا سکیں یا ان ذمہ داریوں کو نباہ سکیں۔ ان ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے ضروری ہے کہ ہماری صحتیں بھی ٹھیک رہیں۔

قرآن کریم نے کہا ہے کہ تم جب بھی بیمار ہو گے سمجھ لو کہ تم نے الٰہی اصول کو توڑا ہے۔ میں بھی بعض دفعہ توڑ دیتا ہوں بعض دفعہ بے خیالی اور بعض دفعہ جان بوجھ کر کیونکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر میں دس دن بیمار رہا تو یہ کم نقصان ہے میری عقل کے مطابق بجائے اس کے کہ لگا تار صبح و شام کے کام کو چھوڑ دوں اس لئے کثرت کار کی وجہ سے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میرے اوپر بیماری آ رہی ہے لیکن پھر بھی کام نہیں چھوڑتا۔ یہ صحیح ہے یا غلط تاہم بعد میں مَیں بڑا استغفار کرتا ہوں کہ کہیں یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف نہ ہو لیکن انسان بہرحال اپنی عقل کے مطابق کام کرتا ہے جب عقل مشورہ دے تو ہم وہ کام کر جاتے ہیں لیکن جہاں تک ممکن ہو جماعت کی صحتوں کو قائم رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے اور احباب جماعت کی عمروں کو لمبے سے لمبا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ یہ امر بڑا ضروری ہے خصوصاً اس جماعت کے لئے جس کی ذمہ داریاں عظیم الشان ہیں۔

سائیکل چلانے کی خصوصی تحریک

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بڑی بشارتیں دی ہیں۔ آپ کے قول کے مطابق آپ کی بعثت کے تین سو سال ہماری ذمہ داریوں کی ادائیگی میں بڑے اہم ہیں ان میں بڑی شدت سے ذمہ داریوں کو نباہنے کی ضرورت ہے۔ ان تین سو سال میں کم از کم ایک تو ہماری صحتیں ٹھیک رہنی چاہئیں۔ دوسرے بحیثیت جماعت احباب جماعت کی عمروں میں خدا اپنے فضل سے (دعائیں اور کوششیں بھی کرنی چاہئیں) برکت ڈالے کیونکہ جس جماعت نے عالمگیر بنیادوں پر کام کرنا ہے اس کی ہر آنے والی نسل کی صحیح تربیت بڑی ضروری ہے۔ اس کے بغیر ہم اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ نئی نسل کی تربیت کے لئے تجربہ کار اور پیار کرنے والے بزرگوں کی ضرورت ہے۔ اگر جماعت احمدیہ کی عمر کی اوسط امریکہ کی اوسط کی طرح ساٹھ سال ہو تو میں نے اندازہ لگایا ہے کہ پھر ہم تربیت کا کام ٹھیک طرح سے نہیں کر سکتے۔ یہ درمیان میں ایک خلاء آ جایا کرے گا اور وہ ہمارے لئے مہلک ثابت ہو سکتا ہے اس لئے خدا تعالیٰ سے دعائیں کرکے اور خدا کے بتائے ہوئے اصول کے مطابق ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ احباب جماعت

MOT
CLASS IV: £45
CLASS VII: £53
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

احمدیہ کی عمروں میں اللہ تعالیٰ برکت ڈالے۔ اس کے لئے سائیکل کی سواری بڑی ضروری ہے۔ میرا تو دل کرتا ہے اور میں اپنی اس خواہش کا اظہار بھی کرتا رہتا ہوں کہ اس وقت ایک لاکھ احمدی کے پاس سائیکل ہونا چاہئے تا کہ سائیکل کی ورزش سے ہماری صحت قائم رہے اور عمروں میں زیادتی ہو۔ اس کے علاوہ کم کھانے کا رواج بھی ڈالنا چاہئے۔ پس جہاں تک کھانے کا تعلق ہے آدمی اتنا کھانا کھائے جتنا ہضم کر لے۔ دراصل 2400 کی بجائے 1400 کیلری غذا کا مطلب بھی یہی ہے وہ اتنی ہی کیلری غذا کھاتے ہیں جتنی وہ ہضم بھی کر لیتے ہیں۔

پس ایک طریق اور مہم تو یہ ہے کہ جماعت کے پاس زیادہ سے زیادہ سائیکل ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایک بوڑھا ڈاکٹر جو عارضہ قلب میں مبتلا ہے اور وہ اپنے لان میں سائیکل چلانے کی ورزش کرتا ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ اس سے مرض کے دور ہونے میں مدد ملتی ہے تو ہمارے احمدی دوست کیوں سائیکل چلانے کی کوشش نہ کریں۔ اس میں ہمیں عورتوں کا جائز حق بھی ادا کرنا پڑے گا۔ اس سلسلہ میں دو تین باتیں میرے ذہن میں ہیں جب مخلوط تعلیم کے متعلق تجویز زیر بحث آئے گی تو اس وقت ان کو بیان کر دوں گا۔

ایک لاکھ سائیکل سوار

بات سے بات نکلتی گئی اور اس وقت مَیں نے بہت سی باتیں بتائی ہیں۔ ایک لاکھ سائیکل اگر ایک سو میل روزانہ طے کرے تو جماعت کی روزانہ کی حرکت ایک کروڑ میل بنتی ہے۔ آپ کہتے ہیں گاؤں میں جائیں اور لوگوں سے باتیں کریں۔ مگر خدام الاحمدیہ ڈھونڈتے ہیں کہ ہمیں کوئی کار مل جائے لیکن اگر آپ کو سو میل سائیکل چلانا آتا ہوگا تو پھر آپ کسی موٹر کار کی طرف نہیں دیکھیں گے بلکہ اپنے ساتھی سے کہیں گے اٹھو تیار ہو جاؤ اور چند منٹ میں سائیکل پر سوار ہو کر باہر نکل کھڑے ہوں گے۔ اس طرح بہت سا وقت بچ جائے گا۔ نہ اڈہ پر جانے کی ضرورت پڑے گی اور نہ بس یا موٹر کا انتظام یا انتظار کرنے پڑے گا۔ آپ کے پاس سائیکل ہوگی تو بس آپ پیڈل پر پاؤں رکھیں گے اور اپنی منزل کو روانہ ہو جائیں گے۔ پس سو میل سائیکل چلانا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ میں خود بھی اس کی مشق کرتا رہتا ہوں۔

سائیکل سوار وفود

پچھلے سال ہم نے یہاں سے ایک پارٹی سیالکوٹ بھیجی تھی۔ سیالکوٹ یہاں سے قریباً 150 میل کے فاصلے پر ہے۔ وہ پونے تیرہ گھنٹے میں ربوہ سے سیالکوٹ جا پہنچی۔ چنانچہ اس مشاورت کے موقع پر میں نے منتظمین سے کہا کہ آپ باہر سے خدام منگواتے ہیں کیونکہ ان دنوں خدمت خلق کا کام زیادہ ہوتا ہے یعنی مشاورت کے کام میں ہاتھ بٹانے کے لئے باہر کی مجالس سے خدام آیا کرتے ہیں۔ میں نے کہا کچھ سائیکل سوار بھی منگوا لو غالباً 95 خدام لاہور، سیالکوٹ، لائلپور سے سائیکلوں پر آئے ہیں اور لاہور والے خدام بڑے آرام سے آئے ہیں میں نے ان کو کہا تھا آرام سے آؤ یہ سائیکل دوڑ نہیں ہے۔ چنانچہ وہ صبح لاہور سے چلے اور شام کو یہاں پہنچ گئے۔ سیالکوٹ والے تیز آئے ہیں انہوں نے 150 میل کا فاصلہ 14 گھنٹے میں طے کیا ہے اور وہ رات حافظ آباد میں ٹھہرے اور صبح یہاں پہنچے۔ جب میں سو میل سائیکل چلانے کا کہتا ہوں تو وہ دوست جو سائیکل چلانا نہیں جانتے وہ کہتے ہیں کہ شاید مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑے گا۔ کوئی مصیبت نہیں آئے گی اگر آپ آرام آرام سے سائیکل چلائیں تب بھی اسّی نوّے میل بغیر کوفت محسوس کئے کے طے کر جائیں گے مگر کچھ مشق کے بعد ہی ایسا ہو سکتا ہے۔ اس لئے مشق تو آپ کو پہلے بہرحال کرنی پڑے گی حتیٰ کہ مرزا عبدالحق صاحب بھی باوجود اس پیرانہ سالی کے پچاس پچاس میل سائیکل چلا لیں گے انہوں نے اب ٹینس کھیلنا چھوڑ دیا ہے اور اس عمر میں چھوڑ دینا چاہئے اور سائیکل چلانا شروع کریں گے۔ سائیکل چلانا اتنا مشکل اور سخت ورزش نہیں جتنا ٹینس کھیلنا ہے۔''

تعلقات بڑھانے کا مقصد

مجلس مشاورت میں تعلقات بڑھانے کے لئے ایک رپورٹ پیش ہونے پر فرمایا

دس ہزار ایڈریس لے لینا یہ کوئی کام نہیں ہے دس ہزار سے بھی زیادہ پتے موجود ہونے چاہئے تھے اس میں بھی ایک دقت سائیکل کے نہ ہونے کی ہے بہت سے دوست سائیکل لے لیں گے تو پھر نقشہ کے مطابق تحصیل کے سب گاؤں سے رابطہ قائم کرنا آسان ہو جائے گا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ سائیکل کا ایک مقابلہ کروا دوں۔ پاکستان بھر میں جو ضلع سب سے پہلے اپنی ہر تحصیل کے نقشے کے مطابق ہر چھوٹے بڑے گاؤں میں کم از کم تین احمدیوں پر مشتمل وفد سائیکلوں کے بھجوائے گا۔ اس گاؤں میں وہ وفد کم از کم ایک گھنٹہ ٹھہرے گا اور اس کی رپورٹ دے گا اس کو میں ایک ہزار روپے انعام دوں گا۔ چھ مہینے کے اندر اندر اکتوبر کے آخر تک یہ رپورٹ آ جانی چاہئے۔ چھ ماہ کا عرصہ کافی ہے۔ اس میں سائیکل خریدنے ہیں وفود کو تشکیل دینا ہے تاہم اس مہم کو کامیاب کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ایک گاؤں بھی ایسا نہ رہے جس میں وفد نہ پہنچا ہو۔ میں آپ کا امتحان لے لوں گا۔ جس گاؤں میں وفد جائے اس سے اس گاؤں کی رپورٹ لیں کہ ہم فلاں گاؤں میں گئے وہاں اتنی دکانیں ہیں فلاں فلاں ان کے مالک ہیں ہم اس گاؤں میں بیٹھے وہاں ہم نے پانی پیا یا لسی پی۔ لوگوں سے باتیں کیں۔ ان کے یہ یہ پتے ہیں۔ ہر گاؤں میں سے کم از کم تین آدمیوں کے پتے نوٹ کریں۔

تاہم فی الحال آپ نے ہر تحصیل کے ہر اس گاؤں میں جانا ہے جو نقشے پر ہے جو گاؤں نقشے پر نہیں انہیں ہم دوسرے مرحلے پر لیں گے۔ عام طور پر دیہات میں یہ ہوتا ہے کہ مثلاً ایک گاؤں ہے اس میں سے آج سے چالیس سال پہلے کوئی فرد باہر نکلا اور اپنے آٹھ دس مربع زمین پر ڈیرہ بنا لیا پھر اس کی زمین بٹ گئی اس کے خاندان نے مختلف ڈیرے بنا لئے اور اس طرح ایک اور چھوٹا سا دیہات بن جاتا ہے جو پرانے دیہات کے نام پر مشہور ہو جاتا ہے حالانکہ وہ خود ایک علیحدہ دیہات ہوتا ہے۔ سردست ایسے گاؤں کو نہیں لینا۔ اس وقت ہم نے صرف انہی گاؤں کو لینا ہے جن کا تحصیل کے نقشے پر ذکر ہے پھر ہم ان میں بھی جائیں گے جن کا ذکر نقشہ میں نہیں ہے لیکن اس کے لئے دوسرا مرحلہ ہے جو دوسری ششماہی میں آئے گا اور جیسا کہ میں پہلے بھی بتا چکا ہوں ان وفود سے میری مراد سائیکل پر جانے والے وفود ہیں خالی وفود نہیں۔ سائیکل سوار وفود ہر گاؤں میں جائیں گے۔ وفود کی تعداد کم سے کم تین احمدی دوستوں پر مشتمل ہوگی اور وہ کم سے کم تین دکانوں کا پتہ نوٹ کریں گے اور ایک جائزہ لیں گے کہ خدمت خلق کے طور پر ہم اس گاؤں کی کس رنگ میں خدمت کر سکتے ہیں کیونکہ ہمارا اصل کام بنی نوع انسان کی خدمت کرنا ہے مثلاً اگر وہ یہ رپورٹ دیں گے کہ فلاں گاؤں کی سڑکیں ٹھیک ہونے والی ہیں تو اگلے مرحلے پر بیس آدمیوں کا ایک وفد مع سامان بھجوا دیں گے وہ چپ کر کے وہاں وقار عمل کے ذریعہ سڑک ٹھیک کر آئے گا یا لوگوں سے کہے گا کہ اپنی سڑکیں صاف رکھو یا اگر نالیاں بننے والی ہیں تو وہ نالیاں بنائیں گے یا بچوں کے کھیلنے کا کوئی میدان نہیں ہے تو اگر وہاں کے مکین زمین دینے کے لئے تیار ہوں گے تو اس میں کھیل کا میدان بنا دیں گے۔ غرض پہلے وفد کا یہ کام ہو گا کہ وہ ہر گاؤں میں کسی نہ کسی ضرورت کے متعلق رپورٹ کرے گا جس کے ازالہ کے لئے مناسب اقدام کیا جائے گا۔

دراصل حقوق العباد کی ادائیگی ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے جو ہم پر عائد ہوتی ہے۔ خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ سب خدمت کے لئے بنے ہیں۔ البتہ دونوں کی خدمت کے کاموں کی شکل مختلف ہے۔

پس کم از کم تین آدمیوں کا وفد ہوگا سائیکل سوار ہوگا ہر چھوٹے یا بڑے گاؤں میں جائے گا کم از کم تین دکانداروں کے پتے لے کر آئے گا۔ اس کے علاوہ وہاں کی دلچسپ معلومات کے طور پر کوئی ایک چیز ایسی بتائے گا جس میں ہم ان کی خدمت کے طور پر مدد کر سکیں۔ بطور خادم کے وہاں جائیں گے اور کہیں گے ہم تمہاری یہ خدمت کرنا چاہتے ہیں مثلاً شکرگڑھ میں اگر وفد جائے گا تو کہے گا کہ ہم تمہارے مکان بنا کر دیتے ہیں۔ وہاں کئی ایسے دوست ہیں جو اپنی مجبوریوں کی وجہ سے اپنے مکان نہیں بنا سکے''۔

(رپورٹ مجلس مشاورت 1973ء صفحہ 34 تا 45)

❁❁❁❁❁❁

مریم شادی فنڈ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 28؍فروری 2003ء کو ''مریم شادی فنڈ'' کی تحریک فرمائی تھی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس تحریک کے تحت اب تک کئی بے سہارا، مستحق اور یتیم بچیوں کی باعزت طور پر شادیاں کروائی جا چکی ہیں اور اس فنڈ سے بہت خرچ ہو رہا ہے۔ ایسے افراد جن کو اللہ تعالیٰ نے مالی فراخی عطا فرمائی ہوئی ہے وہ شکرانے کے طور پر اپنی استطاعت کے مطابق اس کارِ خیر میں حصہ لے کر عنداللہ ماجور ہوں۔

(ایڈیشنل وکیل المال۔لندن)

بقیہ: حاصل مطالعہ از صفحہ 16

تو اللہ نے ان کی عزت و ریاست کو ذلت و رسوائی سے بدل دیا۔

یہاں مقصود مسلمانوں کو ان کے علمائے سوء اور گمراہ کن عابدوں کی طرف سے متنبہ کرنا ہے۔ سفیان بن عیینہ کا قول ہے کہ جو مسلمان عالم گمراہ ہو جاتا ہے، علمائے یہود کے مشابہ ہو جاتا ہے، اور جو مسلمان عابد گمراہ ہو جاتا ہے، وہ عباد نصاریٰ کے مشابہ ہو جاتا ہے۔ صحیح بخاری کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے مسلمانو! تم لوگ گزشتہ قوموں کے طریقوں کو ضرور اپناؤ گے اور ان کے نقش قدم پر پورا پورا چلو گے۔ لوگوں نے پوچھا: کیا مراد یہود و نصاریٰ ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: اور کون لوگ ہو سکتے ہیں؟ ایک روایت میں ہے: فارس اور روم کے لوگ''......

''......آیت کے اس حصہ میں ایسے لوگوں کا ذکر ہے جو سونا اور چاندی اکٹھا کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ ان کے بارے میں فرمایا کہ جہنم کا دردناک عذاب ان کا انتظار کر رہا ہے۔ اور یہ حکم عام ہے، اس میں یہود و نصاریٰ کے وہ علماء اور عباد شامل ہیں جو سونا اور چاندی جمع کرتے تھے اور اللہ کی راہ میں اسے خرچ نہیں کرتے تھے، اور وہ مسلمان بھی شامل ہیں جو اپنے مال کی زکاۃ نہیں ادا کرتے ہیں''۔

(ایضاً صفحہ 563-564)

ان الفاظ میں اکیسویں صدی کے علمائے سوء، گمراہ کن عابدوں، اور زکوٰۃ چور مُلّاؤں کا خوب نقشہ کھینچا گیا ہے۔ کہتے ہیں کہ کسی نے زکوٰۃ وصدقات پر پلنے والے ایک مدرسہ کے ''عالم دین'' سے اس کے آخری لمحات عمر میں عرض کیا کہ حضرت عمر بھر آپ نے راہ خدا میں ایک دمڑی تک نہیں دی مرنے سے پہلے یتیم خانہ کے لیے چند روپے ہی عنایت کر دیجیے۔ ارشاد ہوا جان تو دے رہا ہوں اور کیا چاہتے ہو۔

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors

1st floor 48 Tooting High Street

London SW17 0RG

Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005

Mobile: 0780-3298065 Fax: 020 8871 9398

خلافت احمدیہ کی دوسری صدی کے استقبال کی تیاریاں

(سورۃ فاتحہ کا ورد کرتے ہوئے)

(خالد سیف الله خان۔ آسٹریلیا)

خلافت احمدیہ کی دوسری صدی کا آغاز 27 مئی 2008ء سے ہو رہا ہے۔ جماعت کے لئے یہ ایک بہت خوشی کا موقع ہے کہ گزشتہ سو سال میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ پیشگوئی پانچ بار پوری شان سے پوری ہو چکی ہے اور تا قیامت پوری ہوتی چلی جائے گی کہ:۔

''میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔'' (الوصیت)

''تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن میں جب جاؤنگا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔'' (الوصیت)

اللہ تعالیٰ خلفاء کے ذریعہ اپنی قدرت کو ظاہر فرماتا ہے تا ان کے ذریعہ یہ پیشگوئی پوری ہو کہ ''میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اُسے روک سکے۔'' (تذکرۃ الشہادتین صفحہ 65)

اسلام نے ہر خوشی کے موقع پر عام دنوں سے بڑھ کر نمازوں اور دعاؤں کی تلقین فرمائی ہے۔ اس حکم کی روح کے پیش نظر ہمارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے سب احباب کو تحریک فرمائی ہے کہ وہ قرآن و حدیث کی بعض دعاؤں کے ذریعہ خلافت کی دوسری صدی کا استقبال کریں۔ ان دعاؤں کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ اگلے سو سال میں جماعت کو تمام فتنوں اور مخالفانہ منصوبوں سے محفوظ رکھتے ہوئے اپنے مقاصد میں غیر معمولی ترقیات عطا کرے۔ حضور انور نے جلسہ سالانہ برطانیہ 2007ء کے اختتامی اجلاس میں اس تحریک کو دہرایا اور ان دعاؤں کے مطالب دلنشین انداز میں بیان فرمائے۔ یہ مقررہ دعائیں بہت وسیع معانی اپنے اندر پوشیدہ رکھتی ہیں جن کا احاطہ کرنا کسی انسان کے بس میں نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور بزرگانِ سلسلہ کی تحریرات کی روشنی میں ان دعاؤں کے مطالب میں سے کچھ پیش خدمت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سورۃ فاتحہ کا حسب ذیل تفسیری ترجمہ فرمایا ہے:۔

''خدا جس کا نام اللہ ہے تمام اقسام کی تعریفوں کا مستحق ہے اور ہر ایک تعریف اُسی کی شان کے لائق ہے کیونکہ وہ ربّ العالمین ہے۔ وہ رحمان ہے۔ وہ رحیم ہے۔ وہ مالک یوم الدین ہے۔ ہم (اے صفات کاملہ) تیری ہی پرستش کرتے ہیں اور مدد بھی تجھ سے ہی چاہتے ہیں۔ ہمیں وہ سیدھی راہ دکھلا جو اُن لوگوں کی راہ ہے جن پر تیرا انعام ہے اور ان راہوں سے بچا جو اُن لوگوں کی راہیں ہیں جن پر تیرا غضب طاعون وغیرہ عذابوں سے دنیا میں ہی وارد ہوا۔ اور نیز ان لوگوں کی راہوں سے بچا کہ جن پر اگرچہ دنیا میں کوئی عذاب وارد نہیں ہوا مگر اخروی نجات کی راہ سے وہ دور جا پڑے ہیں اور آخر عذاب میں گرفتار ہوں گے۔'' (ایام الصلح روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 246)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سورۃ فاتحہ کا یہ مختصر ترجمہ بیان فرمایا ہے:۔

''اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کے شروع ہی میں دعا سکھائی ہے اور اس کے ساتھ ہی دعا کے آداب بھی بتا دیئے ہیں۔ سورۃ فاتحہ کا نماز میں پڑھنا لازمی ہے اور یہ دعا ہی ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اصل دعا نماز ہی میں ہوتی ہے۔ چنانچہ اس دعا کو اللہ تعالیٰ نے یوں سکھایا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ---الیٰ آخرہٖ یعنی دعا سے پہلے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی جاوے جس سے اللہ تعالیٰ کے لئے روح میں ایک جوش اور محبت پیدا ہو۔ اس لئے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہ سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ رَبِّ الْعَالَمِیْن سب کو پیدا کرنے والا اور پالنے والا۔ اَلرَّحْمٰنِ جو بلا عمل اور بن مانگے دینے والا ہے۔ الرَّحِیْم پھر عمل پر بھی بدلہ دیتا ہے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی دیتا ہے۔ مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْن ہر بدلہ اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ نیکی بدی سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ پورا اور کامل مؤحد تب ہی ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ کو مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْن تسلیم کرتا ہے۔ دیکھو حکام کے سامنے جا کر اُن کو سب کچھ تسلیم کر لینا یہ گناہ ہے اور اس سے شرک لازم آتا ہے۔ اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو حاکم بنایا ہے۔ اُن کی اطاعت ضروری ہے مگر اُن کو خدا ہرگز نہ بناؤ۔ انسان کا حق انسان کو اور خدا تعالیٰ کا حق خدا تعالیٰ کو دو۔ پھر یہ کہو اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور ہم تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْم ہم کو سیدھی راہ دکھا یعنی اُن لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کئے اور وہ نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کا گروہ ہے۔ اس دعا میں اُن تمام گروہوں کے فضل اور انعام کو مانگا گیا ہے۔ اُن لوگوں کی راہ سے بچا جن پر تیرا غضب ہوا اور جو گمراہ ہوئے۔

غرض یہ مختصر طور پر سورۃ فاتحہ کا ترجمہ ہے کہ اسی طرح پر سمجھ سمجھ کر ساری نماز کا ترجمہ پڑھ لو اور پھر اسی مطلب کو سمجھ کر نماز پڑھو۔''

(ملفوظات جلد سوم 259-258 مطبوعہ لندن)

سورۃ فاتحہ میں جمع کا صیغہ نَعْبُد، نَسْتَعِیْن اِهْدِنَا کے الفاظ میں رکھا گیا ہے تا دعا کرنے والا صرف اپنے لئے نہیں بلکہ ''ہم سب کے'' لئے دعا کرے۔ لفظ ''ہم'' (نا) ان سب کے لئے ہے جو کسی نہ کسی رنگ میں دعا کرنے والے کے ساتھ شریک ہیں۔ مثلاً ہم سب انسان ہیں، ہم مسلمان ہیں اور وہ تمام لوگ جو اپنے آپ کو ہمارے نبی ﷺ کی طرف منسوب کرتے ہیں وہ اس دائرہ میں ہمارے شریک ہیں۔ پھر ہم احمدی مسلمان ہیں۔ پھر ہم ایک خلافت کی رسّی کے ساتھ بندھے ہوئے ہیں۔ پھر ہم کے لفظ میں اپنے بیوی بچے، بہن بھائی، رشتہ دار، دوست ہمسائے، ہم جماعت سبھی آتے ہیں۔ پھر ہم ان مومنین کے ساتھ ہیں جو آدمؑ سے لے کر اب تک گزرے ہیں وفات پا چکے ہیں۔ زندہ ہیں یا قیامت تک آنے والے ہیں۔ پھر انسان کے تمام اعضاء اور قویٰ بھی جماعت کے رنگ میں ایک دوسرے سے تعاون کرتے ہیں، ایک ایک عضو کی جسمانی اور روحانی صحت کے ہم محتاج ہیں۔ الغرض وہ وجود جو کسی نہ کسی دائرہ میں ہمارے ساتھ شراکت رکھتے ہیں یہ جمع کا صیغہ اُن سب کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ لہٰذا ہر مومن سچی ہمدردی اور اخلاص کے ساتھ دوسروں کے لئے یہ دعا مانگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی نافرمانی اور جملہ پریشانیوں سے نجات پانے کی راہ دکھائے اور اپنی رضا، نیکی، تقویٰ، کامیابیوں اور تمام قسم کی دنیاوی نعمتوں کے حصول کی راہوں پر ہمیشہ چلائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شیخ غلام نبی صاحبؓ کے نام ایک خط میں لکھا کہ سورۃ فاتحہ میں تمام بنی نوع انسان کو شامل کرنا چاہئے۔ فرمایا: ''اس (سورۃ) میں تین لحاظ رکھنے چاہئیں۔ (1) ایک یہ کہ تمام بنی نوع کو اس میں شریک رکھے۔ (2) تمام مسلمانوں کو۔ (3) تیسرے ان حاضرین کو جو جماعت نماز میں داخل ہیں۔ پس اس طرح کی نیت سے کل نوع انسان اس میں داخل ہوں گے اور یہی منشاء خدا تعالیٰ کا ہے۔''

(تفسیر بیان فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد اول صفحہ 22)

اگرچہ یہ دعا سب نوع انسان کے لئے ہے لیکن خدا کی صفت رحیمیت کا یہ بھی تقاضا ہے کہ جو کسی نہ کسی رنگ میں قریب ترین ہوں وہ دعاؤں کے زیادہ حقدار ہوتے ہیں جیسے انسان کے بھائی اور دوسرے پیار کرنے والے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''یہ دعا تمام بھائیوں کے لئے ہے نہ صرف دعا کرنے والے کی اپنی ذات کے لئے اور اس میں (اللہ نے) مسلمانوں کو باہم مصالحت، اتحاد اور دوستی کی ترغیب دی ہے اور یہ کہ دعا کرنے والا اپنے آپ کو بھائی کی خیرخواہی کے لئے اس طرح مشقت میں ڈالتا ہے اور اُس کی (یعنی اپنے بھائی کی) ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے ایسا ہی اہتمام کرے اور بے چین ہو جیسے اپنے لئے بے چین اور مضطرب ہوتا ہے۔ اور وہ اپنے اور اپنے بھائی کے درمیان کوئی فرق نہ کرے اور پورے دل سے اس کا خیرخواہ بن جائے۔ گویا اللہ تعالیٰ تاکیدی حکم دیتا ہے اور فرماتا ہے اے میرے بندو بھائیوں اور محبوں کے (ایک دوسرے کو) تحائف دینے کی طرح دعا کا تحفہ دیا کرو (اور انہیں شامل کرکے) اپنی دعاؤں کا دائرہ وسیع کرو۔ اور باہم محبت کرنے میں بھائیوں، باپوں اور بیٹوں کی طرح بن جاؤ''۔

(کرامات الصادقین صفحہ 80-77۔ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اول صفحہ 193 حاشیہ)

بلاؤں اور گناہوں سے بچنے کے لئے ایک نسخہ یہ ہے کہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن کا تکرار کیا جائے اور یہی طریق نماز میں لذت حاصل کرنے کا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِم یعنی ہم اس بلا میں تجھ سے اعانت چاہتے ہیں۔ ہمیں اُس راہ پر کھڑا کر جہاں تیرے انعام کی کرنیں اترتی ہیں۔''

(ایضاً صفحہ 197)

''بعض لوگ کہتے ہیں کہ نماز میں لذّت نہیں آتی۔ مگر میں بتلاتا ہوں کہ بار بار پڑھے اور کثرت سے پڑھے۔ تقویٰ کے ابتدائی درجوں میں قبض شروع ہو جاتی ہے اُس وقت یہ کرنا چاہئے کہ خدا کے پاس اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن کا تکرار بہت کرو۔ ایاک نستعین خدا کے فضل اور گمشدہ متاع کو واپس لاتا ہے۔''

ہم نے بے شمار دفعہ دیکھا حضرت مصلح موعودؓ نمازوں میں اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن اور اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کا بہت تکرار فرمایا کرتے تھے اور کئی بار اس دوران بہت رقت آمیز مناظر دیکھنے میں آتے تھے۔ حضرت سید سرور شاہ صاحبؓ اور حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ بھی اکثر بہت عاجزی اور رقت کے ساتھ ان فقرات کو نماز میں دہرایا کرتے تھے۔ چونکہ سورہ فاتحہ ہر جسمانی و روحانی تکلیف سے نجات پانے اور ہر دینی و دنیاوی نعمت کے پانے کا ذریعہ ہے اس لئے یہ ہر موقعہ کی دعا ہے۔ مثلاً خلافت کی دوسری صدی کے لئے دعا کرتے ہوئے طبعاً اس طرح کے جذبات کے ساتھ یہ دعا کی جاتی ہے کہ اے اللہ سب تعریفیں اور قدرتیں تیری ہی ہیں۔ تو ہی ہر قسم کے انوار کا مبدء، ہر حسن و احسان کا سرچشمہ اور ہر نعمت کا عطا کرنے والا ہے تو ہی سب جہانوں کا خالق، مالک اور قیوم ہے۔ تو بغیر عمل اور حق کے محض احسان کے طور پر بھی دیتا ہے اور جو کام محض تیری رضا کے لئے کئے جاتے ہیں ان کو اپنے رحم سے قبول فرماتا ہے اور محنت اور توقع سے بہت بڑھ کر محنت کو پھل لگاتا ہے۔ تو جانتا ہے کہ ہم تیرے سوا کسی کی پرستش نہیں کرتے، تیرے حکموں پر چلنے کی حتی الامکان کوشش بھی کرتے ہی رہتے ہیں۔ تو تجھ سے اگر نہ مانگیں۔ تو کس سے مانگیں تو ہمیں وہ تمام روحانی اور دنیوی انعامات عطا فرما جو تو ہم سے پہلے لوگوں کو عطا فرماتا رہا ہے۔ اے خدا ہماری جماعت میں ہمیشہ وہ لوگ پیدا ہوتے رہیں جو امت محمدیہ اور گزشتہ امتوں کے صلحاء، شہداء، صدیقوں اور نبیوں کی معیت پانے والے ہوں۔ اے خدا خلافت کی دوسری صدی کو ایسا مبارک کر دے کہ اس کا ہر فرد صالح ہو اور یہ گروہ صالحین ہمیشہ تقویٰ پر قائم رہے اور مغضوبیت اور ضلالت کی تیز و تند ہوائیں ان کے قدموں کو متزلزل نہ کر سکیں۔

نہ آوے ان کے گھر تک رعب دجال

اے خدا امت محمدیہ سے تو نے جن انعامات کا وعدہ فرمایا ہے اُن میں ایک خلافت کا انعام بھی ہے۔ اے خدا آئندہ صدی اور اس کے بعد ہر آنے والی صدی جو قیام خلافت پر گزرے وہ روحانی اور دنیاوی طور پر رفعتوں کی طرف لے جانے والی ہو اور جن کو تو نے اس نعمت سے نوازا ہے وہ ہمیشہ اس کا حق ادا کرنے والے ہوں اور مغضوب اور ضالّین کی راہوں سے ہمیشہ دور رہیں۔ آمین

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

’’الفضل ڈائجسٹ‘‘ کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت شیخ محمد احمد مظہر صاحب

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 14/اکتوبر 2006ء میں مکرم مرزا خلیل احمد قمر صاحب کا حضرت شیخ محمد احمد مظہر صاحب کے ذکرخیر پر مشتمل ایک مضمون شامل اشاعت ہے۔ قبل ازیں بھی 16/جون 1995ء، 6/جون 1996ء، 24/اکتوبر 1997ء اور 26/نومبر 1999ء کے ’’الفضل انٹرنیشنل‘‘ کے شماروں کے ’’الفضل ڈائجسٹ‘‘ میں آپ کی سیرۃ پر روشنی ڈالی جاچکی ہے۔ چنانچہ ذیل میں صرف اضافی محاسن کا ہی ذکر کیا جارہا ہے۔

حضرت شیخ محمد احمد مظہر صاحب پیشے کے لحاظ سے وکیل تھے۔ قیام پاکستان سے پہلے کپورتھلہ میں پریکٹس کرتے تھے۔ ان ایام میں عدالتی کام کے سلسلہ میں کپورتھلہ میں اردو زبان میں کارروائی ہوتی تھی۔ بعض وکلاء نے وزیراعظم کی وساطت سے عدالت میں انگریزی زبان استعمال کرنے کی اجازت کے لئے درخواست کی۔ راجہ صاحب نے کہا کہ میں خود عدالت میں آکر دیکھوں گا کہ اردو میں بیان کرنے میں کیا دقّت پیش آتی ہے، اس کے بعد فیصلہ کروں گا۔ اتفاق سے جب راجہ صاحب کپورتھلہ عدالت میں تشریف لائے تو حضرت شیخ صاحب کسی مقدمہ کے سلسلہ میں بحث کررہے تھے۔ راجہ صاحب نے آخر تک کارروائی سنی اور یہ کہہ کر تشریف لے گئے کہ محمد احمد کو تو اردو میں بحث کرنے میں کوئی دقّت نہیں ہوئی۔

حضرت شیخ صاحب کی قانونی خدمات میں نمایاں تاریخی دَور وہ تھا جب آپ نے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے زیر اہتمام 1931ء تا 1934ء حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی راہنمائی میں اہل کشمیر کی قانونی خدمات سرانجام دیں اور اپنی قانونی جنگ سے 200 کے قریب مظلوم کشمیریوں کو جیلوں سے رہا کروادیا۔ چنانچہ جب آپ کشمیر سے واپس لوٹنے لگے تو مشہور کشمیری لیڈر شیخ عبداللہ (صدر نیشنل کانفرنس) پانچ چھ سو آدمیوں کے ساتھ آپ کو الوداع کہنے آئے۔ بعد میں جب شیخ عبداللہ کی خودنوشت ’’آتش چنار‘‘ شائع ہوئی تو مضمون نگار نے حضرت شیخ صاحب سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے کتاب منگوا کر پڑھی اور واپس کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ کتاب اس کی لکھی ہوئی نہیں ہے، وہ تو فارسی سے نابلد تھے، اس میں جابجا فارسی اشعار استعمال ہوئے ہیں بلکہ ایک دو اشعار غلط طور پر استعمال کئے گئے ہیں جن کا مطلب الٹ نکلتا ہے۔

حضرت شیخ صاحب نے قیام پاکستان کے بعد فیصل آباد میں وکالت کی۔ ہمیشہ چوٹی کے وکلاء میں شمار ہوتا تھا۔ غیرازجماعت قانون دان طبقہ آپ کا بے حد احترام کرتا تھا۔ آپ کی قانونی مہارت مسلمہ تھی۔

آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا درس قرآن سننے کا بھی موقعہ ملا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے آپ دست راست رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ آپ کے بارہ میں فرماتے ہیں: ’’اللہ تعالیٰ کے بے شمار فضل اور اس کی غیرمحدود رحمتیں جو ہم نے جلسہ کے ایام میں اپنے پر نازل ہوتی دیکھیں۔ ان کے نتیجہ میں جماعت پر جو شکر بجالانے کا فرض عائد ہوتا ہے اس کی طرف اپنے دوستوں کو توجہ دلاؤں۔ بہترین بیان جو جلسہ کی رحمتوں کے متعلق میرے سننے میں آیا وہ یہ ہے کہ شیخ محمد احمد صاحب مظہر جو ہمارے بزرگ دعاگو اور بڑا ہی اخلاص رکھنے والے ہیں،...... میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ کہنے لگے میں 57 سال سے جلسہ سن رہا ہوں اور کوئی ناغہ نہیں ہوا۔ ہرسال ہمارا جلسہ ایک منزل اوپر ہوتا ہے۔ اس سال یہ جلسہ دو منزل اوپر ہوا۔ ایک منزل نابینائیوں کی وجہ سے ہے‘‘۔

ایک دوسری جگہ فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ جزا دے شیخ محمد احمد صاحب مظہر کو، ان کے سپرد میں نے کام کیا تھا (وہ بڑے اچھے فارسی دان ہیں) کہ جو پہلی درثمین فارسی شائع ہوئی ہے اس میں کتابت کی اور اعراب کی بہت سی غلطیاں ہیں انہیں میں نے کہا کہ مجھے لکھ کے دیں۔ صحیح اور حسب ضرورت اعراب کے ساتھ۔...... انہوں نے وہ مسودہ تیار کرکے مجھے دیدیا ہے‘‘۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے جلسہ سالانہ 1982ء کے دوسرے روز کی تقریر میں فرمایا: ’’حضرت شیخ محمد احمد مظہر صاحب سلسلہ کے ایک بہت ہی متبحر عالم ہیں اور بڑے خاموش طبیعت اور منکسرالمزاج انسان ہیں۔ آپ نے اپنی زندگی کا ایک بڑا لمبا حصہ حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب منن الرحمٰن کی صداقت کے اظہار کے لئے وقف رکھا۔ اور حضرت اقدس نے اللہ تعالیٰ سے علم پاکر جو یہ دعویٰ فرمایا کہ عربی ام الالسنہ ہے، اس پر محترم شیخ صاحب نے اتنی محنت کی اور راتوں کو دیئے جلائے کہ یہ محنت چالیس سال کے طویل عرصہ پر پھیلی پڑی ہے اور چالیس سے زیادہ مختلف زبانوں کو آپ عربی کی طرف لوٹا چکے ہیں۔ لیکن اپنے خرچ پر اپنی ذمہ داری پر اور اپنی محنت کے ساتھ اس کام کو آگے بڑھانا کوئی معمولی کام نہیں ہے۔ خصوصاً جبکہ کتاب عام فہم نہ ہو اور عوام الناس اس میں دلچسپی نہ رکھتے ہوں۔ ...... جب ماہرین السنہ نے جب آپ کی تصنیف کو دیکھا تو یہاں تک لکھا کہ آپ کی تحقیق اگر میکس ملر (Max Muller) کی تحقیق سے جو علم اللسانیات کا باوا آدم سمجھا جاتا ہے بڑھی ہوئی نہیں تو کم از کم اس کے ہم پلہ ضرور ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اگر آپ میں سے تعلیم یافتہ طبقہ اس پر غور کرے تو انہیں معلوم ہوجائے گا کہ ہم پلّہ ہونے کا کیا سوال ہے۔ یہ تحقیق یقیناً اس سے بڑھی ہوئی ہے۔ اس وقت آپ کی دو کتابیں ہمارے سامنے ہیں۔

1. English Traced to Arabic
2. Sanskrit Traced to Arabic

اور ان دونوں میں ساری دنیا کو گہری دلچسپی ہے اور اگر قرآن کریم کی زبان یعنی عربی کو ام الالسنہ ثابت کیا جائے تو یہ قرآن کریم کی ایک عظیم الشان خدمت ہوگی۔ اس لئے جو دوست بیرونی دنیا سے تشریف لائے ہوئے ہیں ان کو میں خصوصیت سے اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ...... علماء کو تلاش کرکے ان تک یہ کتاب پہنچائیں۔ ...... یونیورسٹیوں سے رابطہ قائم کرکے ان کے لیکچر کروائیں تاکہ اس عظیم الشان خدمت کو دنیا سے روشناس کرایا جائے۔ وہ تو کسی دنیاوی بدلے کے محتاج نہیں، بلکہ اس سے بالا اور بے نیاز ہیں لیکن جو ہماری ضرورت ہے وہ تو ہمیں بہرحال پوری کرنی چاہئے‘‘۔

حضورؒ نے خطبہ جمعہ یکم جنوری 1993ء میں فرمایا: ’’......حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے شیخ محمد احمد صاحب کی پیدائش پر ان کے والد کے نام مبارکباد کا خط لکھا۔ ......مگر تحریر مختصر اور بہت سے مضامین کو چند الفاظ میں سمیٹے ہوئے: ’’لڑکا نوزاد مبارک ہو اس کا نام محمد احمد رکھ دیں۔ خداتعالیٰ باعمر کرے‘‘۔ یہ ’’باعمر کرے‘‘ والی جو بات ہے یہ ہر خط میں آپ نہیں لکھا کرتے تھے کسی خط میں کوئی دعا ہوتی تھی، کسی خط میں کوئی دعا ہوتی تھی اور یہ پڑھ کر مجھے خیال آیا کہ جماعت کو بھی اپنے ان جذبات میں شریک کروں۔

حضرت شیخ محمد احمد صاحب کی عمر غیرمعمولی حالات میں بہت سخت بیماریوں کا شکار رہنے کے باوجود خدا کے فضل سے لمبی سے لمبی ہوتی چلی گئی ہے اور دعا کا ایک چھوٹا سا فقرہ یہ تھا کہ خداتعالیٰ باعمر کرے تو باعمر تو ہوگئے اب سو سال پورے ہونے میں چار سال رہتے ہیں‘‘۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ جب زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں زیرتعلیم تھے تو اُس زمانہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ’’فیصل آباد میں جب ہم ہوتے تھے تو خدام خدمت خلق کے تحت باہر جایا کرتے تھے تاکہ دیہاتوں میں جاکے لوگوں سے ملیں اور اگر ان کے کوئی کام بھی ہوں تو وہ کئے جائیں، ان کی ضروریات پوری کی جائیں۔ زمیندار ہیں تو ان کی زمیندارے کی کیا کیا ضروریات ہیں، ان کا جائزہ لیا جائے۔ تو اسی طرح کے ایک وفد میں ہم گئے۔ ایک دیہاتی بیٹھا تھا باتوں باتوں میں اس کو پتہ لگ گیا کہ ہم احمدی ہیں۔ گوکہ یہ اظہار عموماً نہیں کیا جاتا تھا جب تک کوئی خود نہ پوچھے۔ اس نے ذکر کیا کہ فیصل آباد میں ایک احمدی وکیل ہیں شیخ محمد احمد صاحب مظہر، بہت نیک انسان ہیں اور بہت سچے آدمی ہیں، کبھی غلط بیانی سے کام نہیں لیتے اور کبھی کوئی جھوٹا کیس نہیں لیتے لیکن (وہ پنجابی میں کہنے لگا) ایک نقص ہے ان میں کہ وہ ہیں مرزائی۔ تو مرزائی احمدی ہونا ہی نقص تھا ان میں اور کوئی عیب تلاش نہیں کرسکے‘‘۔

محترمہ انجمن آراء صاحبہ

لجنہ اماء اللہ جرمنی کے رسالہ ’’خدیجہ‘‘ 2006ء میں محترمہ انجمن آراء صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالقدیر مرحوم کا ذکرخیر کرتے ہوئے اُن کی بیٹی مکرمہ عاصمہ اکرام صاحبہ رقمطراز ہیں کہ مرحومہ مکرم رحمت اللہ خان شاکر (سابق ایڈیٹر الفضل) کی بڑی بیٹی تھیں۔ 28/مارچ 2006ء کو آپ کی وفات ہوئی۔ جب حضرت مصلح موعودؓ نے تحریک فرمائی کہ قادیان کی تمام عورتوں اور بچیوں کو قرآن پاک ناظرہ و باترجمہ ضرور آنا چاہئے تو آپ نے تیرہ سال کی عمر میں قادیان میں قرآن کریم پڑھانے کا آغاز کیا اور پھر زندگی بھر یہ سلسلہ جاری رکھا۔ لاہور میں قیام کے دوران صبح سے رات تک چالیس پچاس عورتیں اور بچیاں قرآن پڑھنے آتیں جن میں بڑی تعداد غیرازجماعت کی تھی۔ آپ لمبا عرصہ حلقہ کی صدر لجنہ اور بعض دیگر خدمات بھی ادا کرتی رہیں۔ دوسروں کی ہمدرد اور دلجوئی کرنے والی تھیں۔ جرمنی آکر بھی چار سال تک حلقہ نورفرینکفرٹ کی صدر لجنہ رہیں۔ پھر دیگر دو مجالس میں بھی گئیں تو وہاں بھی صدارت کی ذمہ داری آپ کے سپرد رہی۔ ہر جگہ قرآن کی تدریس جاری رہی۔ اور کئی لوگوں نے فون پر قرآن پاک پڑھا۔ نیز جماعتی رسالوں میں مضامین لکھنے کی توفیق بھی ملتی رہی۔

ماہنامہ ’’انصاراللہ‘‘ دسمبر 2006ء میں آنحضرت ﷺ کی مدح میں محترم چودھری محمد علی صاحب کا کلام شائع ہوا ہے جو دراصل حضرت مسیح موعودؑ کے فارسی منظوم کلام پر تضمین ہے۔ اس طویل نظم میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

اس کا عالم میں نہیں کوئی مثیل
ہے محمدؐ ہی محمدؐ کی دلیل
اس کے خادم جنّ و انساں ، جبرئیل
صاحبِ تسنیم و کوثر ، سلسبیل
’’پہلوانِ حضرتِ ربِ جلیل
برمیاں بستہ زِ شوکت خنجرے‘‘

مَیں غلاموں کے غلاموں کا غلام
میں بھلا کس منہ سے لوں احمدؐ کا نام
میم کے پردے میں ہے جس کا مقام
اس پہ ہوں لاکھوں درود، اربوں سلام
’’سالکاں رانیست غیرازوَے اِمام
راہرواں رانیست جُز وَے رہبرے‘‘

کائنات اس کی محبت میں ہے مست
اس کی خاطر ہے یہ ساری بود و ہست
حاصلِ تخلیق اس کی سرگزشت
وسعتِ کونین اس کی سلطنت
’’مَجْمَعُ الْبَحْرَیْنِ علم ومعرفت
جَامِعُ الْاِسْمَیْنِ ابروخاورے‘‘

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

15th February 2008 – 21st February 2008

Please Note that programmes and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 15th February 2008

00:00	Tilaawat, Dars-e-Malfoozat, & MTA News
01:00	Al Maa'idah: grilled bananas
01:05	MTA Travel: a visit to the coastal towns in Tunisia, including La Marsa and Hammamet.
01:35	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking Guests. Recorded on 8th May 1997.
02:35	Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to Scandinavia.
03:15	Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 5th November 1997.
04:20	Waaqe Feene Nau: Children's programme including a visit to Rabwah.
04:55	Moshaairah: an evening of poetry relating to the Khilafat Jubilee.
06:05	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) with Huzoor, recorded on 18th March 2007.
08:15	Le Francais C'est Facile: Lesson no. 113.
08:40	Siraiki Service: a discussion in Siraiki on the life and character of the Holy Prophet (saw).
09:30	Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session no. 50, recorded on 1st September 1995.
10:30	Indonesian Service
11:30	Seerat Sahaba Rasool (saw)
12:05	Tilaawat & MTA News
13:00	Live Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V from Baitul Futuh.
14:30	Dars-e-Hadith
14:40	Bengali Reply to Allegations: a Bengali discussion programme replying to various allegations made against the Ahmadiyya Jama'at.
15:40	Seerat Sahaba Rasool (saw) [R]
16:10	Friday Sermon [R]
17:20	Spotlight: an interview with Dr Ihsanul Haque, hosted by Ahmad Mubarak.
18:30	Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif.
20:35	MTA International News Review Special
21:10	Friday Sermon [R]
22:25	MTA Travel: a visit to Delhi, India.
23:00	Urdu Mulaqa'at: Session no. 50 [R]

Saturday 16th February 2008

00:10	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:10	Le Francais C'est Facile: lesson no. 113
01:35	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 13th May 1997.
02:40	Spotlight: an interview with Dr Ihsanul Haque, hosted by Ahmad Mubarak.
03:40	Friday Sermon: recorded on 15/02/08.
04:55	Urdu Mulaqa'at: Session no. 50
06:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) with Huzoor. Recorded on 2nd June 2007.
08:25	Friday Sermon: rec. 08/02/08 [R]
09:25	Seerat Sahaba Hadhrat Masih Maood
09:55	Indonesian Service
11:05	MTA Variety: discussion on the topic of Khilafat.
11:35	Australian Wildlife: the lifestyle of Kangaroos
12:00	Tilaawat & MTA News
13:00	Bangla Shomprochar
14:00	Intikhab-e-Sukhan
15:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) [R]
16:05	Moshaairah: an evening of poetry relating to the Khilafat Jubilee.
17:00	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu. Recorded on 17/02/1984.
17:45	Seerat Sahabah Hadhrat Masih Maood
18:05	Australian Wild Life [R]
18:30	Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif.
20:35	International Jama'at News
21:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) [R]
22:10	Australian Wildlife [R]
22:30	Seerat Sahabah Hadhrat Masih Maood [R]
23:00	Friday Sermon: rec. 15/02/08 [R]

Sunday 17th February 2008

00:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 28th May 1997.
02:35	Seerat Sahaba Hadhrat Masih Maood
03:15	Friday Sermon: rec. 15/02/08
04:15	Moshaairah: an evening of poetry relating to the Khilafat Jubilee.
05:30	Australian Wildlife
06:05	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) with Huzoor, recorded on 25th March 2007.
08:00	Ulamaa-u-Hum: a discussion programme
08:35	Learning Arabic: lesson no. 11.
09:05	Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to Scandinavia.
09:40	MTA Travel: A visit to the Netherlands.
10:00	Indonesian Service
11:00	Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 13th April 2007.
12:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:00	Bengali Reply to Allegations: discussion programme replying to various allegations made against the Ahmadiyya Muslim Jama'at.
13:55	Friday Sermon: Rec. 15th February 2008.
15:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
16:00	Learning Arabic: lesson no. 11 [R]
16:35	Huzoor's Tours: Scandinavia [R]
17:10	MTA Travel: A visit to the Netherlands [R]
17:40	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 31st January 1998.
18:30	Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif.
20:30	MTA International News Review
21:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
22:00	Ulamaa-u-Hum: discussion programme [R]
22:30	Huzoor's Tours [R]
23:05	Seerat-un-Nabi (saw)
23:35	MTA Travel [R]

Monday 18th February 2008

00:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
00:55	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 29th May 1997.
02:00	Ulamaa-u-Hum: discussion programme
02:30	Friday Sermon: rec. 15th February 2008.
03:35	Learning Arabic: lesson no. 11
04:05	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 31st January 1998.
05:00	MTA Travel: a visit to the Netherlands
05:20	Seerat-un-Nabi (saw)
06:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00	Children's Class held with Huzoor. Recorded on 31st March 2007.
08:05	Le Francais C'est Facile: lesson no. 88
08:30	Medical Matters: health programme on the topic of Skin Cancer.
09:10	Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 15th June 1998.
10:05	Indonesian Service
11:05	Quran Seminar: a seminar on the topic of the Holy Qur'an and its mention of science.
12:05	Tilaawat & MTA News
12:50	Bangla Shomprochar
13:50	Friday Sermon: recorded on 29/12/2006
14:50	Children's Class [R]
16:00	Spotlight: speech delivered by Maulana Muhammad Hameed Kosar on the topic of modern scientific inventions and the Holy Qur'an.
16:35	Rencontre Avec Les Francophones [R]
17:55	Medical Matters
18:35	Arabic Service
19:35	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 8th July 1997.
20:40	MTA International Jama'at News
21:20	Children's Class [R]
22:25	Friday Sermon [R]
23:30	Spotlight [R]

Tuesday 19th February 2008

00:05	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:10	Le Francais C'est Facile: lesson no. 88
01:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 8th July 1997.
02:30	Friday Sermon: rec. 29th December 2006.
03:25	Rencontre Avec Les Francophones
04:20	Medical Matters: Skin Cancer.
05:00	Quran Seminar
06:00	Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:10	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) with Huzoor recorded on 1st April 2007.
08:15	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 15th February 1998. Part 1.
09:30	Spectrum: programme about the launch of a report titled 'Rabwah: a place for martyrs?'
10:00	Indonesian Service
11:00	Sindhi Service
12:00	Tilaawat, Dars & MTA News
13:00	Bangla Schomprochar
14:05	Jalsa Salana UK 2004: Address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 30/07/04.
15:20	Spectrum [R]
16:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
17:20	Question and Answer session [R]
18:30	Arabic Service
20:30	MTA International News Review Special
21:10	Spectrum [R]
21:35	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
23:00	Jalsa Salana Canada 2004 [R]

Wednesday 20th February 2008

00:05	Tilaawat, Dars & MTA News
01:05	Learning Arabic: lesson no. 12
01:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 9th July 1997.
02:30	Spectrum
03:20	Question and Answer Session
04:45	Jalsa Salana UK 2004.
06:00	Tilaawat
06:15	The Promised Reformer: English documentary about Hadhrat Musleh Maud (ra).
06:35	MTA International News
07:10	Jalsa Hadhrat Musleh Maud (ra)
08:10	Ilmi Khitabaat
09:10	Documentary about Hadhrat Musleh Maud (ra).
09:30	Intikhab-e-Sukhan
10:35	Yaum-e-Musleh Maud
11:35	Prophecy about Hadhrat musleh Maud (ra): Urdu documentary
12:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:10	Bangla Shomprochar
14:20	Ilmi Khitabaat
15:05	Documentary [R]
16:10	Spotlight: Interview with Professor Ch. Muhammad Ali, recalling his memories of Hadhrat Musleh Maud (ra).
17:00	Documentary [R]
17:25	Intikhab-e-Sukhan [R]
18:30	Arabic Service
19:25	Documentary [R]
20:30	MTA International Jamaat News
20:55	Spotlight [R]
21:45	Discussion programme on the life of Hadhrat Musleh Maud (ra)
22:40	Documentary [R]
23:10	Ilmi Khitabaat [R]

Thursday 21st February 2008

00:00	Tilaawat, Documentary & MTA News Review
01:05	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session no. 305, recorded on 10th July 1997.
02:15	Documentary
02:50	Prophecy about Hadhrat Musleh Maud (ra)
03:15	Documentary
03:40	Ilmi Khitabaat
05:00	Hadhrat Musleh Maud (ra).
06:00	Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
06:55	Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) Class with Huzoor, recorded on 8th April 2007.
07:50	English Mulaqa'at: A question and answer session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking friends. Recorded on 8th May 1994.
09:00	Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to Mauritius.
09:45	Pushto Service
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: recorded on 27th May 2005.
12:00	Tilaawat & MTA News
13:00	Bangla Shomprochar: Friday Sermon delivered on 15th February 2008.
14:00	Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session no. 211, recorded on 11th November 1997.
15:10	English Mulaqa'at [R]
16:20	Moshaairah: an evening of poetry.
17:25	Friday Sermon: delivered on 27/05/05. [R]
18:30	Arabic Service: Arabic discussion programme, hosted by Muhammad Sharif.
20:30	MTA Interntional News Review
21:00	Tarjamatul Qur'an Class: rec. 11/11/1997.
22:15	Huzoor's Tours [R]
23:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) [R]

***Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 GMT & 17:00 GMT**

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London
22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org
Vol 15 | Friday 08 February, 2008 | Issue No. 06

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت

مرکز اسلام میں تحریک احمدیت کے قرآنی علم کی دھوم

تحریک احمدیت کے جدید علم کلام کی بنیاد خاص کتاب اللہ ہے۔ جماعت احمدیہ کا قرآن مبین کی روشنی میں ایمان ہے کہ

1۔آنحضرت ﷺ زندہ اور عالمگیر نبی ہیں اور آپ کی کامل شریعت کو موجودہ گلوبیل ولیج پر نافذ کرنے کے لئے آپ کے ایک فیض یافتہ احقر الغلمان کی خبر دی گئی تھی۔

2۔موجودہ دنیا عذابوں سے گھر چکی ہے جو اسی مامور کے انکار کی پاداش اور نتیجہ ہے۔

3۔مسیح الزمان کے منکر علماء اپنے تکفیری حربوں سے تاریخ یہود کو دہرا رہے ہیں۔حقیقی اسلام کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

اللہ جزائے خیر دے سعودی عرب کے تصنیفی ادارہ ''دارالداعی للنشر والتوزیع الریاض'' کو جس کی سعی بلیغ سے 1423ھ مطابق 2002ء میں ڈاکٹر محمد لقمان السّلفی ایم اے پی ایچ ڈی کی اردو تفسیر ''تفسیر القرآن'' عمدہ کتابت، معیاری طباعت، جاذب نظر سرورق کے ساتھ دو جلدوں میں اشاعت پذیر ہوئی۔

ترجمہ کمیٹی کے رکن معزز و فاضل ارکان نے جن میں دہلی اور بہار کے علاوہ مدینہ طیبہ کے علماء بھی شامل ہیں اسے اردو زبان کا صحیح ترین ترجمہ اور تفسیر قرار دیا ہے جو نص قرآنی اور سلف صالحین کے مسلک اور منہج سے قریب تر ہے۔ایک پاکستانی بزرگ عالم کی رائے میں ''کتاب وسنت کے پاسبان یقیناً اس تفسیر کو متاع گم گشتہ سمجھیں گے اور اسے حرز جان بنائیں گے......اس تفسیر کے مطالعہ سے میں نے آیات قرآنیہ کے ترجمہ کا سلیقہ سیکھا اور علوم و معارف کے بہت سارے گوشے وا ہوئے''۔

اس پس منظر میں آیئے تحریک احمدیت کے قرآنی علم کلام کے مذکورہ بالا تینوں گوشوں اور پہلوؤں کی حقانیت اور مقبولیت کا ایمان افروز نظارہ کریں۔

مستقبل کے لیے آنحضرت ﷺ سے میثاق النبیین

(آیت 1 مع ترجمہ)

''واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب و حکمۃ ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ۔قال ء اقررتم واخذتم علی ذلکم اصری۔قالوا اقررنا۔قال فاشھدوا وانا معکم من الشھدین۔فمن تولی بعد ذلک فاولئک ھم الفسقون۔''

(آل عمران:81-82)

''اور جب اللہ نے نبیوں سے میثاق لیا کہ میں تمہیں جو کچھ کتاب وحکمت دوں، پھر تمہارے پاس کوئی رسول آئے جو تمہاری چیزوں کی تصدیق کرے، تو اس پر ضرور ایمان لے آؤ گے، اور اس کی ضرور مدد کروگے، اللہ نے کہا، پس تم لوگ گواہ رہو، اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں {81} پس جس نے اس کے بعد اعراض کیا وہی لوگ فاسق ہیں''۔

(جلد 1 صفحہ 187)

(آیت 2 مع ترجمہ)

''واذ اخذنا من النبین میثاقھم ومنک ومن نوح وابراھیم وموسی وعیسی ابن مریم۔واخذنا منھم میثاقاً غلیظاً۔لیسئل الصادقین عن صدقھم ۔واعد للکفرین عذاباالیما''۔ (احزاب:8)

''اور جب ہم نے نبیوں سے ان کا عہد و پیمان لیا (6) اور آپ سے لیا، اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ بن مریم سے لیا، اور ہم نے ان سب سے بڑا پختہ عہد لیا (۷) تاکہ اللہ (قیامت کے دن) سچوں سے ان کی سچائی کے بارے میں سوال کرے، اور اس نے کافروں کے لئے دردناک عذاب تیار کیا ہے۔''

(جلد 2 صفحہ 1175)

تفسیر:۔

''(6) اللہ تعالیٰ نے تمام انبیائے کرام سے بالعموم اور اولوالعزم انبیاء یعنی نبی کریم ﷺ، نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام سے بالخصوص یہ عہد وپیمان لیا کہ وہ اللہ کا پیغام لوگوں تک ضرور پہنچائیں گے، ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں گے، ایک دوسرے کی مدد کریں گے، آپس میں اتفاق کے ساتھ رہیں گے، اللہ کے دین کو قائم کریں گے، اور اس میں اختلاف و افتراق نہیں پیدا کریں گے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ آل عمران آیت (81) میں فرمایا ہے: ''واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب و حکمۃ ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ۔قال ء اقررتم واخذتم علی ذلکم اصری۔قالوا اقررنا۔قال فاشھدوا وانا معکم من الشھدین۔ جب اللہ نے نبیوں سے عہد لیا کہ جو کچھ میں تمہیں کتاب وحکمت دوں، پھر تمہارے پاس وہ رسول آئے جو تمہارے پاس کی چیز کو سچ بتائے تو تمہارے لئے اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا ضروری ہے۔فرمایا کیا تم اس کے اقراری ہو اور اس پر میرا ذمہ لے رہے ہو؟ سب نے کہا کہ ہمیں اقرار ہے، فرمایا تو اب گواہ رہو اور خود میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں''۔(ایضاً صفحہ 1175)

عذاب سے قبل رسول کی بعثت خدا کی سنت ہے

آیت وما کنا معذبین......الخ (بنی اسرائیل :15) کی تفسیر میں تیسیر الرحمٰن جلد 1 صفحہ 801 پر واضح لفظوں میں بیان کیا گیا ہے کہ:

''اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لئے اپنا فضل وکرم اور ان کے ساتھ اپنا عدل وانصاف بیان فرمایا ہے کہ وہ کبھی بھی کسی قوم کو اپنا رسول بھیجنے سے پہلے عذاب نہیں دیتا۔ جب اپنا رسول بھیج کر حق و باطل کو ان کے لئے آشکار کر دیتا ہے اور پھر بھی ایمان نہیں لاتے تو ان پر اپنا عذاب نازل کر دیتا ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ طٰہٰ آیت (۱۳۴) میں فرمایا ہے: ولو انا اھلکناھم بعذاب من قبلہ لقالوا ربنا لولا ارسلت الینا رسولا فنتبع ایاتک من قبل ان نذل ونخزی کہ ''اگر ہم اس سے پہلے ہی انہیں عذاب سے ہلاک کر دیتے تو یقیناً یہ کہہ اٹھتے کہ اے ہمارے پروردگار! تو نے ہمارے پاس رسول کیوں نہ بھیجا، کہ ہم تیری آیتوں کی تابعداری کرتے اس سے پہلے کہ ہم ذلیل و خوار ہوتے''۔اس کے علاوہ بھی قرآن کریم میں بہت سی آیات ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ جب تک اپنا رسول بھیج کر حجت تمام نہیں کر دیتا، نہ دنیا میں کسی قوم کو ہلاک کرتا ہے اور نہ ہی آخرت میں کسی کو عذاب دے گا''۔

مسیح الزمان کے دشمن یہودی علماء

جناب ڈاکٹر محمد لقمان السّلفی عہد حاضر کے مسلم نما یہودی علماء کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اول: ''یہود نے تورات کو پڑھا اور اسے یاد کیا ، لیکن اس پر عمل نہیں کیا، بایں طور کہ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی خبر دی گئی تھی، آپ ﷺ کی علامتیں بیان کی گئی تھیں، اور آپ پر ایمان لانے کی تاکید کی گئی تھی ، اور انہیں یقین کامل تھا کہ آپ ﷺ اللہ کے سچے نبی ہیں، لیکن محض حسد وعناد کی وجہ سے ایمان نہیں لائے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں گدھوں سے تشبیہہ دی جن کی پیٹھوں پر علوم وفنون کی بڑی بڑی کتابیں لدی ہوں، جن کا وہ گدھے بوجھ تو محسوس کرتے ہیں اور ان کے نیچے دبے جاتے ہیں، لیکن ان میں موجود حقائق و معارف سے بے بہرہ اور ان پر عمل کرنے سے محروم ہوتے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جن یہود نے اللہ کی آیتوں کی تکذیب کی ہے، ان کی بڑی ہی بری مثال ہے، یعنی ان کا حال ان گدھوں جیسا ہے جن پر کتابیں لدی ہوں۔

امام بن القیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''اعلام الموقعین'' میں، اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ مثال اگرچہ یہود کے لئے بیان کی گئی ہے، لیکن یہ ہر اس حاملِ قرآن پر چسپاں ہوتی ہے جو اس پر عامل نہیں ہوتا، اور اس کا کماحقہ حق ادا نہیں کرتا۔

یہود کہتے تھے کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں، جیسا کہ سورۃ المائدہ آیت (۱۸) میں آیا ہے: [نحن ابناء اللہ واحباؤہ] اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کے اسی دعویٰ کی نبی کریم ﷺ کی زبانی تکذیب کی ہے کہ اگر تمہارا گمان صادق ہے تو اللہ کے سامنے اپنی تمنا کا اظہار کرو تاکہ وہ تمہیں جلد ہی آخرت میں پہنچادے، اور جنت میں داخل کردے تاکہ تم دنیا اور اس کے غموں سے نجات پاؤ۔

اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ وہ اپنی موت کی تمنا ہرگز نہیں کریں گے، اس لئے کہ انہیں معلوم ہے کہ انہوں نے جو گناہ کئے ہیں وہ جہنم میں پہنچانے والے ہیں، اور اللہ کو ان کے جرائم کی زیادہ خبر ہے۔''

(صفحہ 1588)

دوم: ''آیت سے یہ بھی مستفاد ہے کہ جو علماء و مشائخ قرآن وسنت سے ہٹ کر اپنی مرضی سے اپنے پیروکاروں کے لیے حلال و حرام کرنے کی دوکان سجاتے ہیں، وہ اپنی عبادت کرواتے ہیں۔مسند احمد ترمذی میں ہے کہ عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! نصرانیوں نے اپنے علماء کی عبادت تو نہیں کی؟! تو آپ نے فرمایا کہ ہاں ، ان علماء نے اپنی مرضی سے ان کے لیے حرام کو حلال اور حلال کو حرام بنادیا، تو انہوں نے ان کی اتباع کی۔یہی ان کی عبادت تھی''۔

قارئین بخوبی جانتے ہیں کہ 7 ستمبر 1974ء کا فیصلہ اسمبلی حلال وحرام کی دکان سجانے کے سوا کچھ نہیں ہے۔

سوم:

اس آیت کریمہ میں یہود و نصاریٰ کے عالموں اور راہبوں کا حال بیان کیا گیا ہے کہ وہ لوگوں کا مال ناجائز طریقوں سے کھاتے ہیں، رشوت لے کر ان کی مرضی کے مطابق فتوے دیتے ہیں، اور تورات اور انجیل میں موجود احکام ومسائل کو بدل دیتے ہیں، اور اپنی افترا پردازیوں کو اللہ کی شریعت بتاتے ہیں۔دور جاہلیت میں علمائے یہود کا بڑا مقام تھا انہیں لوگوں کی طرف سے خوب پیسے ملتے تھے اور مختلف قسم کے ہدیے ان کے پاس پہنچتے تھے، جب رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے تو انہیں یقین ہوگیا کہ یہ اللہ کے رسول ہیں، لیکن اپنی کرسی اور دنیاوی فائدوں کی خاطر اسلام نہیں لائے،

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں